بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

ایمانِ مفصل

پر سوالات و جوابات

مرتب

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

☆ مفتی امتیاز احمد خان مفتاحی
(مہتمم جامعۃ المؤمنات نرمل)

☆ مولانا محمد یاسین قاسمی ملانوی
(مہتمم جامعہ شاکرہ للبنات، عادل آباد)

☆ مفتی محمد شعیب مظاہری
(خطیب مسجد وزیر النساء، حیدرآباد)

☆ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی
(خطیب مسجد عمر بن خطابؓ، حیدرآباد)

ناشر: عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

www.taleemulemaan.com

نام کتاب:۔ ایمانِ مفصل پرسوالات وجوابات

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مفتی امتیاز احمد خان مفتاحی 9912788473

مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661

مفتی محمد یاسین قاسمی ملانوی 9391245419

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی 9963770669

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۴ء مطابق ۱۴۴۵ھ

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

انشاءاللہ یہ کتاب مصنف سے تحفتاً مل سکتی ہے۔

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے "ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ" پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

آیت شریفہ

یَآ أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ
عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِیٓ أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا o (سورة النساء:١٣٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو، اوراس کے رسول پر اوراس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اُتاری ہے، اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اُتاری تھی۔ اور جو شخص اللہ کا' اس کے فرشتوں کا' اس کی کتابوں کا' اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے' وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔

ایمانِ مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ۔ (ابن ماجہ)

ایمان لایا میں اللہ پر جیسے کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ، اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

ایمانِ مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ
وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ۔ (مشکوٰۃ)

ایمان لایا میں اللہ پر' اور اس کے فرشتوں پر' اور اس کی کتابوں پر' اور اس کے رسولوں پر' اور آخرت کے دن پر' اور اچھی وبری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمانیات کو مضبوط کرنے کا طریقہ

لَیۡسَ الۡبِرَّ أَن تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلَآئِكَةِ وَ الۡكِتَابِ وَالنَّبِيِّيۡنَ ۔ (البقرہ:۱۷۷)

ترجمہ: نیکی صرف یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اور آخرت کے دن پر، اور ملائکہ پر، اور اللہ کی کتابوں پر اور نبیوں پر۔

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، پیغمبروں پر، آخرت پر، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر، شر اور خیر اللہ کی طرف سے ہونے پر یقین کرکے ماننا' ایمان ہے۔

سوال: اسلام کسے کہتے ہیں؟

جواب: کلمہ شہادت، کلمہ طیبہ کا اقرار کرنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوۃ دینا اور پھر (ان کے تحت وضو کرنا، غسل کرنا، طہارت سے رہنا، پردہ کرنا، حرام سے بچنا) سب اسلام کہلاتا ہے۔

سوال: احسان کسے کہتے ہیں؟

جواب: احسان یہ ہے کہ عبادت ایسی کرنا کہ ہم اللہ کے سامنے ہیں، اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر یہ نہیں کرسکتے تو یہ تصور کریں کہ ہم اللہ کے سامنے ہیں اور اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔

سوال: قرآنی تعلیمات کے کتنے حصے ہیں؟ کون کون سے؟

جواب: قرآنی تعلیمات کے دو حصے ہیں، ایک بنیاد (Base) یعنی ایمان، دوسرا ڈھانچہ (Structure) یعنی اسلام۔

سوال: اسلام کے مختصر معنی کیا ہیں؟

جواب: اسلام کے معنی ہیں اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کے حوالے کردینا، اللہ کی

مرضیات پر چلنا، اپنے آپ کو سلامتی کے راستے پر لگا دینا۔

سوال: کائنات کی کوئی چیز اسلام پر زندگی گذارتی ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: کائنات کی کوئی چیز اسلام پر زندگی گذارتی ہے اسے مسلمان کہتے ہیں، اس طرح ساری کائنات کی مخلوقات مسلمان ہے سوائے انسان اور جن کے۔

سوال: مومن کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو اسلام قبول کر کے اللہ اور رسول کو مان کر ان کی باتوں پر شہادت دیتا ہو، اور آخرت پر جواب دینے کا یقین رکھتا ہو، رسول اللہ ﷺ کو آخری پیغمبر مانتا ہو، اور قرآن مجید کی سچائی کی شہادت دیتا ہو، اس کو مومن کہتے ہیں۔

سوال: دنیا میں ایمان لانے کا مطالبہ کیوں ہے؟

جواب: دنیا میں ایمان لانے کا مطالبہ اس لئے ہے کہ دنیا دار الاسباب (Place of Sourcess) ہے، انسان کی تمام ضرورتیں اسباب سے ملتی ہیں، اس لئے اسباب پر نہیں اللہ پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی ہے۔

سوال: انسان اسباب یعنی مخلوق سے دھوکا کیسے کھاتا ہے؟

جواب: انسان مخلوق سے ضرورتیں پوری ہوتا ہوا دیکھ کر ان کو ہی پالنے والا، مدد کرنے والا سمجھتا ہے، مثلاً سورج سے روشنی اور گرمی ملتی ہے، گائے بھینس سے دودھ ملتا ہے، آگ اور سانپ سے نقصان ہوتا ہے، اس لئے انہیں خدا سمجھتا ہے یا خدا جیسا سمجھتا ہے، ہر وہ چیز جس سے نفع یا نقصان ملے اُسے خدا جیسا سمجھتا ہے۔

سوال: دنیا انسانوں اور جنات کے لئے کس قسم کی جگہ ہے؟

جواب: دنیا انسانوں اور جنات کے لئے امتحان گاہ (Examination Hall) ہے۔

سوال: دنیا کی اس امتحان گاہ میں سب سے اہم سوال کیا ہے؟

جواب: دنیا کی اس امتحان گاہ میں سب سے اہم اور پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کو بغیر دیکھے پہچاننا ہے، غیب پر ایمان لانا ہے، خیر، شر، فرشتے، برزخ، میدانِ حشر، پل

صراط، جنت اور دوزخ کو بغیر دیکھے ماننا اور یقین کرنا شرط ہے۔

سوال: **اگر کوئی ایمان کی چھ باتوں میں سے کسی ایک بات کا انکار کرے یا اس میں شک کرے تو کیا وہ ایمان والا کہلائے گا؟**

جواب: اگر ایمان کی جملہ چھ باتوں میں سے کسی ایک بات کا انکار کیا جائے یا شک کیا جائے تو انسان ایمان والا نہیں رہتا۔

سوال: **کیا دنیا میں کوئی قوم ایسی بھی ہے جو ان چھ چیزوں میں سے کسی کو مانتی اور کسی کا انکار کرتی ہے؟**

جواب: اہلِ کتاب تورات اور انجیل کے ماننے والے اللہ، فرشتے، کتاب، پیغمبر اور آخرت پر صحیح اور خالص ایمان نہیں رکھتے، اس کی ہر چیز میں خرابی رکھتے ہیں۔

سوال: **وہ ایمانِ مفصل کو ماننے میں کیا خرابی رکھتے ہیں؟**

جواب: (۱) وہ اللہ کو ایک اور اکیلا نہیں مانتے ہیں۔ (۲) فرشتوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ (۳) کوئی انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے۔ (۴) کوئی پیغمبروں میں سے کسی کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے۔ (۵) کوئی آخرت کا غلط تصور رکھتے ہیں۔

سوال: **خالص ایمان رکھنے والوں کی مثال کن لوگوں کی طرح ہے اور کن کی طرح ایمان رکھا جائے؟**

جواب: خالص ایمان رکھنے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی طرح ہے وہی ہمارے لئے مثال ہیں، ان ہی کی طرح ایمان رکھنے سے خالص ایمان کہلائے گا۔

سوال: **اگر کسی کے پاس صحیح ایمان نہیں اور وہ کلمہ پڑھ کر شرک کرے تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟**

جواب: جو لوگ ایمان کا دعوی کرنے کے بعد شرک کریں وہ مسلمان نہیں کہلائیں گے، ان کی نماز روزہ عبادات قبول نہیں ہوتیں۔

سوال: **عبادات کے قبول ہونے کی شرط کیا ہے؟**

جواب: عبادات کے قبول ہونے کی شرط خالص ایمان ہونا ہے، صحابہؓ جیسا ایمان ہونا ضروری ہے، عبادت واطاعت میں اخلاص ہونا بھی ضروری ہے۔

سوال: کیا انسانوں کے لئے دین ہر زمانے میں ایک ہی رہا؟

جواب: ہاں ہر زمانہ میں دین ایک ہی رہا، اللہ ہی کی عبادت کرو، غیر کی عبادت مت کرو۔

سوال: کیا ہر زمانے میں پیغمبروں نے یہی دعوت دی؟

جواب: ہر زمانے میں پیغمبروں نے یہی دعوت دی، خالص توحید، رسالت، آخرت کو ماننے کی دعوت دی، اس کا نام ان کی زبانوں میں الگ تھا، مگر معنی یہی تھے۔

سوال: کیا حضرت محمد ﷺ بھی یہی دین اور دعوت لیکر آئے یا الگ دین لائے؟

جواب: ہاں حضرت محمد ﷺ بھی یہی دین لے کر آئے جس کا نام عربی میں اسلام ہے، حضرت محمد ﷺ الگ دین لے کر نہیں آئے۔

سوال: کیا اسلام حضرت محمد ﷺ کا بنایا ہوا دین ہے؟

جواب: اسلام حضرت محمد ﷺ کا بنایا ہوا دین نہیں ہے، اسی دین کو مختلف زبانوں میں اللہ ہی کی عبدیت وبندگی کے نام پر دعوت ہر قوم کی زبان میں دی گئی جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے۔ یَا قَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلٰهٍ غَيۡرُهُ.

سوال: ہر زمانہ میں شریعت الگ الگ تھی پھر ہم کیسے سمجھیں کہ دین ایک ہی رہا؟

جواب: ہر زمانے میں دین یعنی ایمان کی تعلیم، توحید، رسالت، آخرت ایک ہی تھی، اس میں شروع سے کوئی تبدیلی نہیں ہے، صرف شریعت اطاعت کے کچھ طریقے ہر قوم کے لحاظ سے بدلتے گئے، دین نہیں بدلا، ایمانیات کے چھ حصوں کا نام دین ہے، اور اطاعت وبندگی کے طریقوں کا نام شریعت ہے۔

سوال: انسان کی نجات کس پر ہوگی ایمان پر یا اعمال پر؟

جواب: نجات صرف خالص ایمان پر ہے، جس کا ایمان صحیح ہوگا اس کے اعمال بھی قبول کئے جائیں گے۔

سوال: ایمان اورقرآن پر یقین پیدا کرنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

جواب: ایمان میں یقین بڑھانے کے لئے کائنات میں اور اللہ کی صفات میں غور وفکر کرنا ہوگا، اللہ کی نشانیوں کو سمجھنا ہوگا۔

سوال: اعمال کا ایمان سے کیا تعلق ہے؟

جواب: اعمال' ایمان کا عکس اور سایہ ہوتے ہیں، جیسا ایمان ہوگا ویسے اعمال نکلیں گے۔

سوال: شعوری اور بے شعوری والا ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کی، رسول کی اور آخرت کی پہچان حاصل کر کے ایمان لانا شعوری ایمان کہلاتا ہے، باپ، دادا کی اندھی تقلید میں اللہ کی پہچان، رسول کی پہچان، آخرت کی پہچان حاصل نہ کر کے کلمہ پڑھنا بے شعوری والا ایمان، اندھی تقلید والا ایمان کہلاتا ہے۔

سوال: کیا ایمان کے کلمے رٹ لینے سے ایمان نہیں پیدا ہوتا؟

جواب: ایمان کے کلمے رٹ لینے سے بے شعوری والا ایمان پیدا ہوتا ہے۔

سوال: ایمان نہ رکھ کر اچھے کام کریں تو کیا وہ اللہ کے پاس قبول ہوتے ہیں؟

جواب: بغیر ایمان کے اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے، ساری عبادتیں بے کار ہو جاتی ہیں، ایمان بنیاد ہے، اعمال اس کی عمارت ہے، بغیر بنیاد کے عمارت نہیں ٹہرتی۔

سوال: کیا جنت میں جانے کے لئے ایمان کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: ہاں! جنت میں جانے کے لئے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کا ہونا ضروری ہے، جس طرح دنیا میں کوئی امتحان دینا ہوتو کالج میں داخلہ لے کر امتحان دینا پڑتا ہے' بغیر داخلہ کے باہر رہ کر سوالات کے جوابات صحیح دیں، کوئی قبول نہیں کرتا، اسی طرح دنیا کے امتحان میں ایمان کے بغیر اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے، ایمان کی جنت کا اصل پاسپورٹ اور ویزا ہے۔

☆☆☆☆☆

اِیمان بِاللّٰہ......اللہ پر ایمان لانا

سوال: اللہ پر کیوں ایمان لانا چاہئے؟

جواب: اللہ پر ایمان اس لئے لانا چاہئے کہ وہی اکیلا پوری کائنات کا مالک ہے۔

سوال: وہ مالک کیوں ہے؟

جواب: وہ مالک اس لئے ہے کہ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور بنایا ہے، وہی اکیلا پالتا ہے، وہی اکیلا ہر چیز پر قادر ہے وہی اکیلا پوری کائنات کا بادشاہ اور حاکم ہے۔

سوال: کیا اس کے علاوہ کوئی دوسرا مالک نہیں بن سکتا؟

جواب: ہاں اس کے علاوہ کوئی دوسرا مالک نہیں بن سکتا اس لئے کہ مالک وہی ذات بن سکتی ہے جو خالق بھی ہو، وہی رب بھی ہو، وہی قادر بھی ہو، وہی حاکم بھی ہو، یہ چاروں صفات سوائے اس کے کسی میں نہیں۔

سوال: وہ مالک ہے تو ساری مخلوقات اس کے کیا ہیں؟

جواب: وہ ہی مالک ہے تو ساری مخلوقات اس کی مخلوق اور بندے وغلام ہیں۔

سوال: جو چیز اس نے بنائی اور پیدا کی وہ کیا کہلاتی ہے اور بنانے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز اللہ نے بنائی اور پیدا کی اُسے مخلوق کہتے ہیں اور اللہ ان کا خالق ہے۔

سوال: مخلوق کا کام کیا ہے؟

جواب: مخلوق اپنے خالق ہی کی عبادت اور بندگی کر کے اس کا شکر بجالائے۔

سوال: اس کے شکر ادا کرنے کا سب سے بڑا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس کا شکر ادا کرنے کے لئے اس پر ایمان لایا جائے اور دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کی

جائے، پھر زندگی کے تمام کاموں میں اس کی غلامی کرتے رہیں۔

سوال: اللہ نے جب غیب پر ایمان لانے کی شرط رکھی ہے اور نظر نہیں آتا، تو اُسے کیسے پہچاننا چاہئے؟

جواب: انسان نظر نہ آنے والی چیزوں کو نشانیوں' علامتوں اور آثار سے پہچانتا ہے، مثلاً کسی کمرے میں پھلوں کی خوشبو آئے، خوشبو سے پہچان کر آدمی کہتا ہے کہ یہاں آم یا جام ہے، اسی طرح بدبو سے پہچان کر آدمی کہتا ہے کہ یہاں کوئی گندگی ہے یا چوہا وغیرہ مر کر سڑھ گیا ہے، اسی طرح کوئی انسان حرکت نہ کرے، ہاتھ پیر حرکت نہ کریں، آنکھیں ٹھہری رہیں، تو کہتے ہیں کہ اس انسان میں روح نہیں ہے۔

اسی طرح کائنات میں اللہ کی نشانیاں جاننے کے لئے اللہ نے اپنی صفات مختلف مخلوقات میں ظاہر کی ہیں، پیدائش کا نظام' موت کا نظام' ہدایت کا نظام' رزق کا نظام' علم عطا کرنے کا نظام' یہ سب نشانیاں ہیں اللہ کو پہچاننے کے لئے، اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے نظر نہیں آتا' لیکن صفات کے اعتبار سے اللہ ظاہر ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ دنیا میں نظر آتا تو کیا ہوتا؟

جواب: اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں انسانوں کو نظر آتا تو پھر دنیا امتحان کی جگہ نہ ہوتی، ہر کوئی اسے ہی اپنا مالک، آقا مانتا، مومن اور مشرک کا امتحان ہی نہ لیا جاسکتا تھا، سب لوگ اس کے احکام کی اطاعت کرتے' اسی کی عبادت کرتے' اسی کے فرمانبردار ہوتے، کوئی بھی باغی اور نافرمان نہیں ہوتا۔

سوال: اللہ نے اپنی پہچان کیسے کروائی؟

جواب: اللہ نے اپنی پہچان صفات سے کروائی۔

سوال: اس کی صفات کیا ہیں؟

جواب: وہ ساری مخلوقات کا خالق ہے بنانے پیدا کرنے والا، وہی اکیلا رب ہے پالنے اور پرورش کرنے والا، وہی ہادی ہے، ہر مخلوق کو ہدایت دینے والا ہے، وہی اکیلا

ہر مخلوق کو علم دینے والا ہے، وہی اکیلا رحم کرنے والا ہے، سننے والا، دیکھنے والا ہے، معاف کرنے والا ہے، وہی اکیلا محبت کرنے والا ہے، وہی اکیلا موت دینے والا ہے وغیرہ۔ ۹۹/صفات کی تعلیم دی، ویسے اس کے بہت سی صفات ہیں۔

سوال: کیا اس کی صفات میں کوئی دوسرا شریک ہے؟

جواب: اس کی صفات میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

سوال: انسان بھی اپنی اولاد کو پالتا ہے، محبت کرتا ہے، علم سکھاتا ہے، رحم کرتا ہے، دیکھتا اور سنتا ہے، تو کیا انسان بھی اس طرح کی صفات رکھتا ہے؟

جواب: اگر انسان محبت کرے، علم سکھائے، رحم کرے، دیکھے، سنے، معاف کرے جیسے صفات رکھتا ہے تو یہ سب صفات اللہ اسے عطا کرتا ہے، ورنہ انسان کی یہ ذاتی صفات نہیں، یہ سب انسان کی حقیقی صفات نہیں، وہ ناقص صفات رکھتا ہے، اس لئے کہ انسان بچپن اور بوڑھاپے میں اکثر صفات سے محروم و مجبور ہوجاتا ہے، اصل صفات صرف اللہ کی ہیں، اس میں کوئی شریک نہیں۔

سوال: اس کی مثال دو؟

جواب: انسان جب بچہ ہوتا ہے تو دیکھنے، سننے، سمجھنے بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، علم حاصل نہیں کرسکتا، خود سے چل پھر نہیں سکتا، خود دوسروں سے پرورش پاتا ہے، بول و براز تک صاف نہیں کرسکتا، بوڑھا ہوجائے تو جسم میں رعشہ آجاتا ہے، دماغ کمزور ہوکر بھول جاتا ہے، لوگوں کو پہچان نہیں سکتا، دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے محروم ہوجاتا ہے۔

سوال: کیا اللہ کی کوئی تصویر بنائی جاسکتی ہے؟

جواب: اللہ کی کوئی تصویر نہیں بنائی جاسکتی، اس لئے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا، تصویر بنائیں گے تو جھوٹ ہوجائے گی۔

سوال: اللہ کی فوٹو کیوں نہیں بنائی جاسکتی؟

جواب: اللہ کی فوٹو اس لئے نہیں بنائی جاسکتی کہ جو چیز انسان کو نظر نہیں آتی اس کی وہ فوٹو نہیں بناتا، اگر خیالی فوٹو بنائیں تو غلط ہو جاتی ہے۔

سوال: کونسی چیزیں نظر نہیں آتیں؟

جواب: انسان کی روح، فرشتے، شیطان، ہوا، بجلی، عقل، خوشبو، بدبو، جنت، دوزخ، یہ سب چیزیں نظر نہیں آتیں اگر کوئی ان کی خیالی فوٹو بنائیں تو غلط ہو جائے گا۔

سوال: **لوگ کہتے ہیں' خدا کے خیالی تصور کیلئے کسی چیز کو سامنے رکھا جائے تو کیا ہوگا؟**

جواب: اگر خیالی تصور رکھنے کے لئے کسی چیز کو سامنے رکھا جائے تو غلط ہو جائے گا، مثلا روح کو سمجھنے کے لئے کرسی کی تصویر اور بجلی کو سمجھنے کے لئے لکڑی کی تصویر بنائیں تو جھوٹ اور غلط ہوگا۔

سوال: **اللہ کی عبادت کے وقت کیا تصور رکھیں؟**

جواب: یہ تصور رکھیں کہ ہم اللہ کے سامنے ہیں، اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے تو پھر یہ تصور کریں کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔

سوال: کیا دل میں بھی اللہ کی کوئی تصویر بنائی جاسکتی ہے؟

جواب: دل میں بھی اللہ کی تصویر نہیں بنائی جاسکتی، اگر خیالی تصویر بنائیں تو شرک ہوگا۔

سوال: کیا اللہ مخلوقات کی طرح ہے؟

جواب: اللہ مخلوقات کی طرح نہیں، اس کی کوئی مثال ہی نہیں۔

سوال: پھر اللہ کیسا ہے؟

جواب: اللہ کسی سے پیدا نہیں ہوا، نہ اس کا کوئی باپ ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے، وہ نہ کسی کا بیٹا ہے، نہ اس کا کوئی بیٹا بیٹی اور بیوی ہے، وہ اکیلا ہے، ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، اس کی ذات انسان کے سمجھ سے باہر ہے۔ وہ نہ نیند لیتا ہے، نہ کھانا کھاتا ہے، نہ کسی کام میں تھکتا ہے، قیامت کے دن ساتوں زمین اور آسمان اس کے ایک ہاتھ میں کاغذ کی طرح لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ مخلوقات کی طرح نہیں ہے۔

سوال: کیا اللہ سے بھول اور غلطی ہوتی ہے؟

جواب: بھول اور غلطی اس سے ہوتی ہے جس میں عیب اور نقص ہو، اللہ تو ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اس لئے یہ سوال ہی غلط ہے، مخلوق میں عیب و نقص ہے، اس لئے وہ بھول اور غلطی کرتے ہیں۔

سوال: کیا اللہ پیدا ہوا؟

جواب: پیدا تو وہ ہوتا ہے جو مخلوق ہے، اللہ مخلوق کی طرح نہیں ہے، وہ پیدائش اور موت سے پاک ہے۔ یہ سوال بھی غلط ہے۔

سوال: اللہ مذکر ہے یا مؤنث؟

جواب: مذکر و مؤنث مخلوق میں ہوتے ہیں، اللہ جنس (Gender) سے پاک ہے، اس نے قرآن میں جس طرح سمجھایا اسی طرح اس کو یاد کرنا پکارنا ہوگا۔

دنیا میں بہت ساری چیزیں نہ مونث ہوتی ہیں نہ مذکر، مگر انسان گفتگو میں کہتا ہے صراحی پھوٹ گئی حالانکہ صراحی مونث نہیں، گھڑا پھوٹ گیا گھڑا مذکر نہیں، زمین ہل رہی ہے زمین مونث نہیں ہے، درخت گر رہا ہے درخت مذکر نہیں، پانی برس رہا ہے پانی مذکر نہیں، کوئی یہ نہیں کہتا کہ گھڑا پھوٹ گئی، درخت گر گئی۔

سوال: اللہ کے علم میں اور انسان کے علم میں فرق کیا ہے؟

جواب: اگر اللہ ہر مخلوق کا مکمل علم نہیں رکھتا تو دنیا کا نظام بگڑا ہوا ہوتا، اس کو انسان کی طرح یہ نہیں معلوم رہتا کہ فلاں شخص کل کیا کرنے والا ہے، اس کا علم بھی انسان کے علم کی طرح ہو جاتا جس طرح انسان عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ کام کیا، اس کے علم میں انسان کے علم میں فرق باقی نہیں رہتا۔

سوال: جب اللہ تقدیر کا ابتداء سے انتہاء تک پورا علم رکھتا ہے، تو انسان کا امتحان کیوں لے رہا ہے؟ کراماً کاتبین سے اعمال نامہ کیوں لکھوا رہا ہے؟

جواب: اللہ اپنے تقدیر کے علم سے جنت دوزخ کا فیصلہ نہیں کرتا بلکہ انسان کو عمل کا میدان

دے کر عملی ثبوت تیار کروا رہا ہے، ورنہ انسان کے بغیر عمل کئے دوزخ میں ڈالتا تو انسان کہتا میں نے برا عمل کیا ہی نہیں، اس لئے دنیا کو اچھے برے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے کی جگہ بنایا، لیکن وہ خالق ہونے کے ناتے اچھی طرح جانتا ہے کہ کون کون' کیا کیا کرے گا۔

سوال: کیا اللہ عرش سے فرش تک دیکھ سکتا اور سن سکتا ہے؟ مثال سے سمجھایئے۔

جواب: ہاں! اللہ عرش سے فرش تک دیکھ سکتا اور سن سکتا ہے وہ اپنی صفات میں محدود نہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ جب اللہ نے انسان کو یہ علم دیا کہ وہ اس علم سے موبائیل فون بنائے اور جہاں سے چاہے بات کر سکے سن سکے، تو اللہ عرش سے فرش تک کیوں نہیں سن سکتا۔ جب انسان اللہ کے علم سے ٹی وی بنا کر موبائیل فون پر دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے کو دیکھ سکتا، بات کر سکتا ہے تو اللہ کو کیا مجبوری ہوگی، وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال: کیا اللہ دل کے اندر کے حالات کو بھی جان سکتا ہے؟ مثال سے سمجھایئے۔

جواب: جب اللہ نے انسان کو ایسا علم دیا کہ زیراکس سے یا فیاکس سے کسی چیز کا عکس نکال کر میلوں بھیجا جا سکتا ہے اور ایکسرے مشین سے جسم کے اوپر کپڑے وغیرہ ہونے کے باوجود، سر کی ہڈی سخت ہونے کے باوجود اندر کی باریک باریک رگوں کی تصویر، سر کی سخت کھوپڑی کو ہٹائے بغیر MRI لے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ دلوں کا حال کیوں نہیں جان سکتا؟!

سوال: کیا اللہ انسانوں کے اعمال فرشتوں کے ذریعہ' زمین کے ذریعہ اور خود جسم کے اعضاء کے ذریعہ محفوظ کر سکتا ہے؟

جواب: جب اللہ نے انسان کو فون، ٹیپ ریکارڈ اور کیمروں کے ذریعہ انسان کے مختلف حالات کو محفوظ کرنے کی صلاحیت دی ہے تو اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ انسان کے حالات محفوظ کر سکے، بہت سے مقامات پر انسان کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ

جاسوسی کے کیمروں کے ذریعہ اس کی بات اور حرکات ریکارڈ کی جارہی ہیں، محفوظ کی جارہی ہیں، ٹیلیفون کی باتیں محفوظ کی جاتی ہیں۔

سوال: کیا اللہ دیوار کے پیچھے، رات کے اندھیرے، دور کے حالات دیکھ سکتا اور سن سکتا ہے؟

جواب: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے کہ مخلوقات کا حال جاننے کے لئے اس کو کہیں آنا جانا نہیں پڑتا، اس کے لیے نزدیکی، دوری، اندھیرا اور اجالے کا سوال ہی نہیں، ماضی، حال، مستقبل سب اس کے سامنے ہے۔ وہ اندھیری رات میں سمندر کے کالے پتھر پر بادلوں کے اندھیرے میں، کالی چیونٹی کے چلنے اور اس کے پیروں کی آواز سنتا اور دیکھتا ہے، اللہ کے لئے دوری اور نزدیکی کا سوال ہی نہیں، اس کی ذات اور اس کی ہر صفت لامحدود ہے، جب وہ خود انسان کو ایسا علم دیا ہے کہ انسان لیزر کے ذریعہ وہ باہر ہی سے جسم کے اندر دیکھ کر جسم کھولے بغیر علاج اور آپریشن کرسکتا ہے، تو اللہ کے لئے کیا مشکل ہے۔

سوال: توحید کسے کہتے ہیں؟

جواب: توحید یہ ہے کہ اللہ کو ذات، صفات، حقوق اور اختیارات میں ایک اور اکیلا ماننا۔

سوال: اگر کوئی انسان اِن چار باتوں میں سے کسی ایک میں گمراہ رہے یا کسی ایک چیز کا انکار کرے تو کیا وہ ایمان والا کہلائے گا؟

جواب: ان چار چیزوں میں سے ایک میں بھی گمراہ رہے یا انکار کرے تو اس کا ایمان خالص نہیں ہوگا، بگاڑ اور خراب ہوگا، وہ ایمان والا نہیں کہلائے گا۔

سوال: کیا اللہ، بغیر ماں باپ کے کسی کو پیدا کرسکتا ہے؟

جواب: ہاں! اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ پھلوں، ترکاریوں، غلہ، اناج اور گندگی میں بغیر ماں باپ کے کیڑے ہر روز پیدا کرتا ہے، اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، حضرت حوّا کو بغیر ماں کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ

کے پیدا کیا، مرغی کو فیڈ کھلا کر بغیر مرغ کے انڈے پیدا کر رہا ہے۔

سوال: کیا اللہ بغیر ماں باپ کے پرورش کرسکتا ہے؟

جواب: ہاں! وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے، اس کو اپنی قدرت میں کوئی مشکل اور مجبوری نہیں، وہ ہر روز مچھلی، مینڈک، مکڑی، مکھی، مچھر، تا نبیل، مگر مچھ اور کیڑوں وغیرہ کے بچوں کو بغیر ماں باپ کے پالتا ہے۔

سوال: اللہ رب ہے، تو تمام مخلوقات کی ضرورتوں کو اکیلا کیسے پوری کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں ایک روح پیدا کی، اور وہ روح جسم کے سارے اعضاء کو ایک ہی وقت میں بات کرنے، دیکھنے، سننے، چلنے، پکڑنے، دل کے دھڑکنے، بول و براز کرنے کی صلاحیت دی ہے، جب وہ ایک چھوٹی سی ادنیٰ مخلوق سے یہ کام لے سکتا ہے، تو وہ ساری مخلوقات کی ضرورتوں کو ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ میں کیوں پوری نہیں کرسکتا، یہ سب اس کے لئے کوئی مشکل نہیں، اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ نے انسان کو بجلی بنانے کا علم دیا، اس علم سے انسان کرنٹ کے ذریعہ دنیا میں کئی سو میل پر کرنٹ سپلائی کر کے پنکھے، کولر، فریج، مشینیں، ریل گاڑیاں، گھروں میں ٹیوب لائٹ، بلب روشن کرتا ہے، جب ایک معمولی مخلوق ایک ہی وقت میں سب کام کرسکتی ہے تو خالقِ کائنات رب ہونے کے ناتے یہ سب کیوں نہیں کرسکتا، بیشک وہ ساری مخلوقات کی ضرورتوں کو ایک ہی لمحہ، ایک ہی وقت میں پورا کرتا ہے، ان کی پکار سنتا ہے، ان کی غذاء کی حفاظت کا، ہدایت کا، نسل کا، صحت کا' سب کا انتظام کرتا ہے۔

سوال: ہم کیسے سمجھیں کہ وہ ایک اور اکیلا ہے؟

جواب: دنیا کی موٹریں بنانے والی کمپنی موٹر کے چلنے کے لئے سارا کنٹرول بریک، گیر، لائٹ، رفتار کے بٹن ایک ہی جگہ ڈرائیور کے پاس رکھتی ہے ان چیزوں کے الگ

الگ ڈرائیور نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں، سورج کی روشنی اور گرمی سے دن رات کھیت تیار ہوتے ہیں، ہوائیں پانی کو اُڑا کر بادل بناتی ہیں، پھر بادل اللہ کے حکم سے جس زمین پر برسنے کا حکم ہوتا ہے برستے ہیں، زمین پانی کے ملتے ہی زندہ ہوجاتی ہے، اس پر درخت اور پودے اُگتے ہیں، ان درخت اور پودوں سے غلہ، اناج، ترکاریاں اور پھل پھلاری ملتی ہیں۔ یہ سب نظام ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے، اس لئے ان کا چلانے والا ایک ہی ہونا ضروری ہے، ورنہ وقت پر بارش نہ ہوتی، دن رات نہ بنتے، ہوائیں اپنا کام نہ کرتیں تو زمین زراعت کے لئے تیار نہ ہوتی، اس لئے سارا نظام اللہ کے اختیار اور قدرت میں ہے۔

سوال: اللہ تعالی احد اور واحد کیسے ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بنائی ہیں وہ احد اور واحد نہیں ہیں، ہر چیز مجموعہ مربع اور کمپاؤنڈ ہے، مثلاً انسان کا جسم، ہڈی، خون، چمڑا، گوشت، ہاتھ، پیر، آنکھ کے کمپاؤنڈ (Compound) ہے، پھر انسان میں مختلف صفات رکھا، چنانچہ انسان نام کے لحاظ سے انسان ہونے کے ایک نہیں کمپاؤنڈ ہے، اس جیسے کمپاؤنڈ صفات والے ہزاروں انسان ہر جگہ ہیں، دنیا میں ہر زمانے میں ایک سے زیادہ ایک ماہر تعلیم، ماہر قانون، ماہر طبیب اور ماہر سائنس دان پیدا ہوئے یا ایک ہی وقت میں مختلف ملکوں میں ہوتے ہیں، اسی طرح اسکول' کالج کا ایک پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر ہوتا ہے، ہر ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے، ہر گاڑی کا ایک ڈرائیور ہوتا ہے' تب ہی وہ کام کرسکتے ہیں، اللہ تعالی کسی چیز کا کمپاؤنڈ اور مجموعہ نہیں ہے' اس کی ذات میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور اس کی صفات میں بھی کوئی دوسرا شریک نہیں' نہ تھا' نہ ہے' نہ ہوگا۔ وہ ذات وصفات میں اکیلا ہے۔

دنیا میں اگر ہم غور کریں گے تو کوے، ہاتھی، اونٹ ہر ملک میں ایک جیسے قد' ایک

جیسے صفات، رنگ، عادات کے ملیں گے، ان کو آپ پہچان نہیں سکتے کہ یہ کس ملک کے جانور ہیں۔زمین‘ ہوا‘ پانی‘ درخت اور جانور سب کمپاؤنڈ ہیں۔

سوال: اللہ کو اہل وعیال بیوی بچے کیوں نہیں چاہیۓ؟

جواب: بیوی بچے اسے چاہیۓ جس کی عمر محدود ہو، جس پر موت آتی ہو، بچے ہونے سے اس کی نسل باقی رہتی ہے اللہ کو اہل وعیال، بیوی، بچے کی ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ اس پر کبھی موت نہیں آتی، وہ مخلوقات کی طرح جنس (Gender) نہیں مخلوق جسم‘ غذاء‘ ہوا‘ پانی اور نیند کی محتاج ہے، تو کیا اللہ کو بھی مخلوقات کی طرح بچے چاہیۓ جو گندگی کرتے ہیں، بھوک، پیاس اور سانس لیتے ہیں، اللہ میں اور مخلوق میں کوئی برابری ہی نہیں، اس کو کوئی مخلوق کی طرح نسل نہیں چاہیۓ، اس لئے یہ سوال ہی غلط ہے۔نام ونسل کو باقی رکھنے کے لئے اولاد چاہیۓ۔اللہ بغیر توالد وتناسل کے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

سوال: کافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو اللہ کا یا اللہ کی بات کا انکار کرے وہ کافر کہلاتا ہے، کسی چیز کا انکار کرنے یا چھپانے والے انسان کو بھی کافر کہتے ہیں، کسان کو بھی کافر کہتے ہیں، اس لئے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے، انسان اللہ کا یا اللہ کے پیغمبر کی تعلیمات کا انکار کرتا ہے، اس لئے وہ کافر کہلاتا ہے۔

سوال: کافر کہتے ہیں کہ اِس دنیا کا کوئی خدا نہیں ہے، یہ دنیا خود بخود بن رہی اور چل رہی ہے، اگر خدا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب: دنیا میں بہت ساری چیزیں، روح، عقل، ہوا، خوشبو، بدبو، فرشتے، شیطان نظر نہیں آتے، مگر انسان ان کو مانتا ہے، کسی کو دیوی دیوتا بھی کہتا ہے۔حالانکہ دیوی، دیوتا نظر نہیں آتے، دنیا میں ایک کرسی، ایک گھر بغیر بنائے نہیں بن سکتے، اس میں لائٹ‘ نل‘ رنگ‘ فرش‘ سب لگانے اور بنانے سے بنتے ہیں، تو کیا اتنی بڑی کائنات

جس میں ہزاروں مخلوقات ہیں خود بخود بن رہی ہیں؟ خود بخود سورج، چاند اور آسمان بن گیا، ایسے انسانوں کو سوچنا چاہئے اور عقل کا استعمال کرنا چاہئے۔

سوال: کیا ہر قوم کا خدا الگ الگ ہے؟

جواب: تمام انسانوں کا خدا اللہ ہی ہے، ہر قوم اللہ کو اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ ناموں سے یاد کرتی ہے، مثلاً گاڈ، خدا، پربھو، پرماتما، ایشور، عربی میں اللہ کو اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ نام شروع زمانوں سے انسانوں میں لیا جاتا رہا، اس کو الٰہ بھی کہتے تھے، جس طرح پانی کو واٹر، جل، ماء یا پانی کہتے ہیں، پانی نام الگ ہونے سے الگ الگ نہیں ہوتا۔

سوال: کیا اللہ صرف مسلمانوں کا خدا ہے؟

جواب: نہیں! بلکہ اللہ سارے انسانوں اور ساری مخلوقات کا خدا ہے۔

سوال: اللہ کے نام کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: دنیا میں جتنی زبانیں انسان بولتے ہیں کسی زبان میں بھی اللہ کا نام لیا جائے تو اس زبان کے پہلے حروف ہی سے لکھنا پڑھنا پڑے گا، دوسری زبانوں میں خدا کے ناموں کو لکھنے پر پہلے حرف سے نہیں لکھ سکتے۔

سوال: مکہ کے مشرک اللہ کو مانتے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تو کیا کہتے؟

جواب: مکہ کے مشرک بتوں کی عبادت کرتے ہوئے کہتے کہ ان کی پرستش ہم اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا سے قریب کردیں، ان کے ذریعہ ہم خدا تک جاسکتے ہیں، ان کو اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے اور ان کو خوش کرنے ان کی پرستش کرتے تھے، یہی تو شرک ہے۔

سوال: شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کے ساتھ ساتھ مخلوقات کو اللہ سمجھنا یا اللہ جیسی صفات والا سمجھنا شرک ہے۔

سوال: کیا شرک کرنے والوں کے پاس کوئی سند اور دلیل ہوتی ہے؟

جواب: شرک کرنے والوں کے پاس کوئی دلیل اور سند نہیں ہوتی، وہ باپ دادا کی اندھی تقلید میں دیکھا دیکھی شرک کرتے ہیں، وہ عقل کا استعمال نہیں کرتے، دلیل نہیں مانتے اور اندھی تقلید کرتے ہیں، باپ دادا کی نقل میں شرک کرتے ہیں۔

سوال: اللہ نے قرآن میں مشرک انسانوں کو اپنی توحید کس طرح سمجھائی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ مشرک جن کی عبادت کرتے ہیں جن کو خدا مانتے ہیں وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور ان کے سامنے چڑھاوے کی مٹھائی رکھی جائے تو مکھی ان پر بیٹھ کر پیروں میں جتنی مٹھائی لیجائے اسے بھی وہ چھڑا نہیں سکتے، قرآن نے یہ بھی سمجھایا کہ اگر کائنات میں ایک سے زائد الٰہ ہوتے تو ان میں گروپ بن جاتے اور وہ بڑے خدا کی طرف جنگ کرتے تھے۔

سوال: انسان شرک کیوں کرتا ہے؟

جواب: انسان بغیر علم کے عقل کو استعمال کرے، باپ دادا کی اندھی تقلید یا گمراہ پیشواؤں کے بہکاوے میں یا غلو میں مبتلا ہو کر شرک کرتا ہے، جس چیز میں نفع یا نقصان نظر آئے اس میں خدائی طاقت تصور کر لیتا ہے، مشرک عقل کا بالکل استعمال نہیں کرتا۔

سوال: انسان اللہ کی صفات (کاموں) میں شرک کیسے کرتا ہے؟

جواب: انسان اللہ کو مانتے ہوئے مخلوقات سے اولاد مانگتا، صحت وتندرستی مانگتا، نوکری اور تجارت مانگتا، مصیبت دور کرنے زندگی مانگتا، لڑکیاں ہوں تو لڑکا مانگتا، اور اللہ کے ساتھ شرک کر کے مخلوقات سے قبروں سے دعائیں مانگتا ہے، ان کو علمِ غیب رکھنے والا سمجھتا ہے، مخلوق کو مشکل کشا اور حاجت رَوا مانتا ہے۔

سوال: کیا مخلوقات سے دعائیں مانگنا شرک ہے؟

جواب: ہاں! مخلوقات سے دعائیں مانگنا شرک ہے، انسان ایمان سے نکل جاتا ہے، یہاں تک کہ پیغمبر سے بھی دعا نہیں مانگ سکتے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی دعاء نہیں مانگی جا سکتی۔

سوال: انسان اللہ کے حقوق میں شرک کیسے کرتا ہے؟

جواب: انسان اللہ کو مانتے ہوئے مخلوقات کو سجدہ، رکوع، منت، مرادیں، دعائیں اور کعبۃ اللہ سے ہٹ کر کسی گھر کا طواف کرتا، اپنے پیر و مرشد کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا، جھنڈوں، قبروں اور زندہ لوگوں کو سجدہ، رکوع کر کے حقوق اللہ میں شرک کرتا ہے۔

سوال: انسان اللہ کے اختیارات میں شرک کیسے کرتا ہے؟

جواب: اللہ کے قانون کی جگہ انسانی قانون نافذ کر کے شراب، زنا، مرد کا مرد کے ساتھ شادی کرنا، عورت کا عورت کے ساتھ شادی کرنا، سود اور جوے کو حلال کر لینا، چوری پر معمولی قانون سے چھوٹ دینا وغیرہ، یہ سب اللہ کے اختیارات میں شرک ہے، شریعت کے قانون کی جگہ انسانی قانون نافذ کرنا شرک ہے۔

سوال: کیا مشرک، اللہ کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھ کر شرک کرتا ہے؟

جواب: ہاں! مشرک انسان سمجھتا ہے کہ جس طرح دنیا کے بادشاہ کے دربار پر کوئی نہیں جا سکتا اس کے درباری وزیروں کے ذریعہ جانا پڑتا ہے، اسی طرح کائنات کے شہنشاہ کے دربار میں اس کے خاص بندوں کے ذریعہ جانا پڑے گا، وہ نہیں سمجھتا کہ دنیا کا بادشاہ اس کے کمرے کے باہر، دیوار کے پیچھے، خود اس کے محل میں کوئی اس کا مخالف اور دشمنی دل میں رکھتا ہے اللہ تعالی دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں۔ وہ اندھیرا، اجالا، دیوار کے پیچھے، ماضی، حال، مستقبل، سب جانتا ہے اس کو اپنی مخلوقات کا علم رکھنے کے لئے درمیانی واسطے اور ذریعہ کی ضرورت نہیں، دنیا کا بادشاہ محتاج ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ محتاج نہیں۔

سوال: کوئی مصیبت یا موت آجائے تو مشرک انسان کس کو پکارتا ہے؟

جواب: مصیبت اور موت سامنے آجائے تو مشرک انسان سب معبود کو چھوڑ کر خالص اللہ ہی کو پکارتا ہے، اس کی شکل ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز ڈوبتے وقت نظر آتی ہے۔

سوال: اللہ، مشرک کو کیوں معاف نہیں کرتا؟ اور مسلم کو کیوں معاف کر دیتا ہے؟

جواب: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو شوہر نہ سمجھے اور غیر مردوں کو شوہر سمجھے اور شوہر سے زیادہ محبت غیر مردوں سے کرے یا شوہر کو چھوڑ کر غیر مردوں یا شوہر کے دوستوں سے اپنی حاجت وضرورت مانگے تو ایسا شوہر بیوی کو معاف نہیں کرتا بلکہ طلاق دے دیتا ہے، اسی طرح انسان اللہ کا بندہ ہو کر اللہ کی زمین پر رہ کر اللہ کی نعمتیں استعمال کر کے اللہ ہی کو اپنا مالک نہ مانے اور اللہ کے بجائے مخلوقات سے اپنی حاجتیں ضرورتیں مانگے تو اللہ ایسے انسان کو کچرا سمجھ کر جہنم میں جلائے گا جس طرح ٹوٹے ہوئے گھر کی بیکار لکڑیاں جلادی جاتی ہیں، اگر کسی بچے کا باپ اپنے بچے کے لئے چار نوکر مقرر کرے اور ان میں سے کوئی نوکر کپڑے دھولے، کوئی اسکول لے جائے، کوئی غذا بنا کر کھلائے، کوئی ڈرائیور بنا رہے اور بچہ باپ کو باپ ماننے کے بجائے نوکروں کو باپ کہے یا نوکروں کو باپ جیسا سمجھ کر ان کا شکریہ ادا کرے، ان کو سجدہ کرے، ان کے پیروں میں جھکے، ان کی خوشامد کرے تو باپ ایسی اولاد کو اولاد نہ مان کر گھر جائیداد سے محروم کر دیتا ہے، اس کے برعکس اگر ایک عورت اپنے شوہر کو شوہر مانتی ہے اس کے علاوہ اس پر کسی دوسرے مرد کو اپنے شوہر جیسا نہیں سمجھتی شوہر ہی سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے اگر شوہر اس کو کچھ کام کہے، کپڑے دھونے، کھانا وقت پر تیار کرنے، کمرے کو صاف ستھرا رکھنے کو کہے تو ایسی صورت میں عورت سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو شوہر اپنی بیوی کی تمام چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یا ماں باپ اپنی اولاد کی چھوٹی چھوٹی نافرمانیوں کو معاف کرتے رہتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ایمان والوں کو معاف کرتا رہتا ہے، غیر ایمان والوں کو معاف نہیں کرتا۔

سوال: کیا توحید کا عقیدہ انسان کی فطرت ہے؟

جواب: ہاں! توحید کا عقیدہ انسان کی فطرت ہے، جس طرح انسان اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے شوہر کی شراکت پسند نہیں کرتا، جس طرح باپ اپنی اولاد کا دوسروں کو

باپ کہنا پسند نہیں کرتا، جس طرح آقا اپنے غلام کا دوسرے کو آقا کہنا پسند نہیں کرتا اسی طرح بندہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو خدا کہنا جرم ہے، اس لئے کہ اس جیسا کوئی دوسرا ہی نہیں، لیس کمثلہٖ شیئ. اس کی مثل ومثال بھی نہیں۔

جس طرح بیوی اپنے شوہر کے دوسری عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات کو پسند نہیں کرتی، جس طرح اولاد اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو پالنے والا نہیں سمجھتی، اسی طرح بندہ اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کو اللہ جیسا کہنا بغاوت ہے، وہ چاہتا ہے کہ انسان کا عقیدہ اور عمل دونوں شرک سے پاک رہیں اور انسان خاص اللہ کو اپنا مالک ومعبود مانے۔ (مثال رہبری کے لئے برابری کے لئے نہیں)

سوال: شرک کو ظلمِ عظیم کیوں کہا گیا؟

جواب: جس طرح سر کی ٹوپی پاؤں میں پہننا اور پاؤں کا جوتا سر پر رکھنا ظلم ہے، اسی طرح مخلوق کو خدا کا مقام دینا ظلم عظیم ہے، جو خدا نہیں' اُسے خدا سمجھنا یا خدا کے جیسا سمجھنا ظلم ہے، نہیں کو ہے کہنا ظلم ہے، غلط کو صحیح کہنا ظلم ہے۔

سوال: ایمان والے اور غیر ایمان والے کی مثال کیا ہے؟

جواب: ایمان والا آنکھ والا ہوتا ہے، غیر ایمان والا اندھا ہوتا ہے، ایمان والا ہر عمل آخرت کی تیاری کے لئے' گناہ اور غلاظت سے بچ کر کرتا ہے، غیر ایمان والا اندھا ہونے کی وجہ سے ہر عمل میں گندگی اور غلاظت میں مبتلا رہ کر کرتا ہے، جس طرح اندھا گندگی کو مزہ سمجھ کر گندگی میں کھاتا ہے، ایمان والا تکلیف میں بھی تکلیف کو برداشت کر کے نورانی جنت والا سکون پاتا ہے۔

سوال: کیا انسان پیغمبر، ولیوں، بزرگوں کی اولاد ہو کر ایمان نہ رکھے یا اعمالِ صالحہ اختیار نہ کرے، گناہوں میں زندگی گذارے، تو وہ بغیر سزا کے جنت میں چلے جائیں گے؟ ان کے بزرگ ان کی سفارش کریں گے؟

جواب: انسان اللہ کے دربار میں حسب، نسب کی بنیاد پر معاف نہیں کیا جائے گا، وہاں

اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کرسکتا، ہر ایک کو اپنے ایمان واعمال کا حساب دینا ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ قیامت میں کن گناہوں کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا؟

جواب: دنیا کی زندگی میں انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا نہ کیا ہو، مثلاً قرض ڈوبا دے، زمین جائیداد پر ناجائز قبضہ کرلے، یا کسی کو ناحق مارے، قتل کرے، غیبت کرے، گالی دے، چوری کرے، رشوت لے، سود لے، جوڑے کی رقم لے، ان اعمال کے گناہ جب تک معاف نہ کروالے یا بدلہ ادا نہ کرے تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا، اس لئے مرنے سے پہلے معاف کروانا ضروری ہے، یہ گناہ صرف زبانی توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔

سوال: جب وہ بے انتہاء معاف کرنے والا ہے تو کیوں معاف نہیں کرے گا؟

جواب: اس لئے معاف نہیں کرے گا کہ اس کا عدل ناقص ہوجائے گا، جس پر ظلم کیا گیا اور جس کا حق مارا ہے وہ سامنے ٹھہر کر دیکھے گا کہ یہ ظالم میرا مال کھا گیا، میرا حق دبا لیا، مگر جنت میں جارہا ہے، اس لئے جس پر ظلم کیا گیا وہ معاف نہ کرے تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔

سوال: اللہ حقوق العباد کی سزا کیا دے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دے گا، اور نیکیاں ختم ہوجائیں تو مظلوم کے گناہ ظالم کو لینا ہوگا، اس لئے حقوق العباد کے گناہ کی معافی سخت ضروری ہے، حدیث میں ہے انسان مرنے سے پہلے ہی دنیا میں حقوق العباد بندوں کے حقوق معاف کروالے۔

☆☆☆☆☆

ایمان بالملائکہ......فرشتوں پر ایمان

سوال: کیا فرشتے دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں؟

جواب: فرشتے بھی اللہ کی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہیں جو نظر نہیں آتی۔

سوال: فرشتے کس چیز سے بنائے گئے ہیں؟

جواب: فرشتے نور سے بنائے گئے اور لطیف (ہوا سے ہلکی) مخلوق ہیں؟

سوال: فرشتوں کی ہیئت کیسی ہے؟

جواب: اللہ نے کسی کو دو دو، کسی کو تین تین اور کسی کو چار چار پروں والے بنایا، حضرت جبرئیلؑ کو جو فرشتوں کے سردار ہیں چھ سو پر دئے، ان کی ہیئت آسمان کے قریب سر اور زمین پر پیر تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا، ان کے پیروں میں مختلف رنگ کے قیمتی موتی بکھرے ہوئے تھے۔

سوال: کیا اسلامی عقیدۂ ایمان میں فرشتوں پر ایمان لانا لازم وضروری ہے؟

جواب: ہاں! عقیدۂ ایمان میں فرشتوں پر ایمان لانا لازم اور ضروری ہے، ورنہ انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

سوال: فرشتوں پر ایمان لانا' اللہ کی کونسی صفت پر ایمان لانا ہے؟

جواب: فرشتے چونکہ اللہ کی ہدایت لے کر پیغمبروں کے پاس آتے ہیں، اس لئے فرشتوں پر ایمان اللہ کی صفت الہادی پر ایمان ہوگا۔

سوال: ایمانیات میں فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اللہ تعالی اور پیغمبروں کے درمیان فرشتہ ہی وحی الٰہی لاتا ہے اور اللہ کی مرضیات پہنچاتا ہے، اس سے وحی الٰہی کے دنیا میں نازل ہونے کی نسبت معلوم ہو جاتی ہے

کہ وحی الٰہی فرشتے کے ذریعہ پیغمبر پر آتی ہے، اگر فرشتے پر ایمان نہ ہو تو لوگ وحی کے نازل ہونے کو نہیں سمجھ سکتے، اور کہتے کہ پیغمبر اللہ کا نام لے کر خود ہی اپنے ذہن سے یہ اللہ کا کلام کہہ رہے ہیں، فرشتے پر ایمان سے وحی الٰہی کی سچائی کا یقین پیدا ہوتا ہے، نسبت سمجھ میں آتی ہے۔

سوال: **فرشتوں کو اللہ نے کس نور سے پیدا کیا؟**

جواب: اس کا علم نہیں دیا گیا، البتہ وہ نورانی مخلوق ہیں اور قرآن مجید بھی نور ہے، اس لئے وہ بغیر پڑھے یاد کئے قرآن سنتے ہی اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، ان کو انسانوں کی طرح یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: **وہ وحی الٰہی کو پیغمبروں تک کیسے پہنچاتے ہیں؟**

جواب: پیغمبروں کا دل بھی نورانی ہوتا ہے، زم زم سے دھویا ہوا ہوتا ہے، وہ پیغمبروں کے سامنے وحی الٰہی کو بیان کرتے ہیں، وحی' پیغمبروں کے قلب میں اتر جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور آپ کو سینے سے دبوچا، اس پر وحی الٰہی سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے قلب میں منتقل ہوتی چلی گئی، رسول اللہ ﷺ کو باقاعدہ یاد کرنے کی ضرورت نہیں تھی، بعض وقت بغیر فرشتے کے راست قلب پر وحی نازل ہو جاتی، جب بھی وحی آتی خود بخود زبان سے ادا ہونا شروع ہو جاتی تھی۔

سوال: **کیا فرشتہ' اللہ کے پاس سے وحی حاصل کرنے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی یا بھول ہوسکتی ہے؟**

جواب: وحی الٰہی کو پیغمبر تک اللہ اپنی نگرانی میں فرشتے کے ذریعہ پہنچاتا ہے، اس میں رتی برابر تبدیلی اور بھول نہیں ہوتی، جیسا اللہ سے حاصل کیا من وعن ویسا ہی پہنچاتا ہے۔

سوال: **کیا پیغمبر وحی الٰہی بیان کرنے میں غلطی کر سکتے تھے؟**

جواب: پیغمبر وحی الٰہی دل میں جذب ہونے کے بعد من وعن ویسے ہی بیان کر دیتے تھے، اللہ کی صفت الحفیظ سے اس میں کوئی بھی بھول اور تبدیلی نہیں کر سکتے تھے۔

سوال: فرشتوں اور انسانوں کے اعمال میں کیا فرق ہے؟

جواب: فرشتے جو بھی عمل کرتے ہیں وہ اللہ کے حکم پر کرتے ہیں، وہ اللہ کے مرضی کے بغیر ایک پلک بھی نہیں جھپک سکتے، فرشتے کوئی عمل آزادی و اختیار سے نہیں کرتے، جبکہ انسان کو عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے، اس لئے انسان جو بھی عمل کرتا ہے اپنے اختیار، پسند اور آزادی سے کرتا ہے۔

سوال: فرشتوں اور انسانوں کی تخلیق میں کس قسم کا فرق ہے؟

جواب: اللہ تعالی نے فرشتوں کو نفس نہیں دیا، وہ نفس اور شیطان کا مقابلہ کر کے عمل نہیں کرتے، بس فطری اور جبری اطاعت کرتے ہیں، انسان کو نفس دیا گیا، وہ نفس اور شیطان کا مقابلہ کر کے نیکی یا بدی کے راستے کو اپنی پسند سے اختیار کر سکتا ہے، فرشتوں کو عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں، انسانوں کو عمل کرنے میں نفس سے، شیطان سے اور معاشرے سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے، ان کی اطاعت اختیاری ہے، فرشتوں کو نفس نہ ہونے کی وجہ سے نفس کی خواہش پر عمل نہیں کر سکتے، اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے۔

سوال: فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا صلاحیت دی ہے؟

جواب: فرشتے انسانوں کی شکل اختیار کر سکتے ہیں اور پیغمبروں کے پاس انسانی شکل میں آتے تھے اور بی بی مریمؑ، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف انسانی صورتوں میں آئے تھے، ویسے نیک انسان کی روح نکالنے کے لئے نورانی شکل میں اور گنہگار انسان کی روح نکالنے کے لئے بدصورت ڈراؤنی شکل میں آتے ہیں، کسی انسان کا امتحان لینے بھی انسانی شکل میں آتے ہیں، جیسے بنی اسرائیل کے تین لوگ گنجے، اندھے اور کوڑھی کا واقعہ ہے، بنی اسرئیل کے لوگوں کو جادو کا توڑ سکھانے کے لئے انسانی شکل میں آئے تھے، سکرات شروع ہوتے ہی انسان کو دنیا نظر آنا بند ہو جاتی ہے، عالمِ برزخ کے حالات اور فرشتے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

سوال: اللہ نے فرشتوں کو کیوں پیدا کیا؟

جواب: اللہ نے ان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا، اور شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے وہ فرشتوں کو جان ڈالنے، جان نکالنے، بارش کا انتظام، رحمت یا عذاب نازل کرنے، انسانوں کے اچھے برے اعمال لکھنے، وحی پہنچانے، ہوا، سورج، چانداور دن رات کا انتظام کرنے، جنت اور جہنم کے انتظامات کرنے، پہاڑوں کے انتظامات اور زمین کے انتظامات کرنے، صور پھونکنے، عرش کو سنبھالنے، مختلف حالات میں انسانوں کو مصیبت سے بچانے، مدد کرنے اور بہت سے کاموں کے لئے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ شہنشاہِ کائنات ہے اور فرشتوں سے تمام کام اپنے سامنے لیتا ہے، ان کے ہر عمل پر نظر رکھتا ہے، دنیا کے حکمرانوں کی طرح ناواقف نہیں رہتا۔

سوال: کیا اللہ فرشتوں کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا؟ کیا وہ فرشتوں کا محتاج ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں، وہ صرف شہنشاہِ کائنات ہونے کے ناتے بہت سے کام جو تکوینی نظام کے ہیں فرشتوں سے اپنے سامنے لیتا ہے، ویسے وہ جانداروں، نباتات، حیوانات، انسانی جسم کے اعضاء کو بغیر فرشتوں کے فطری ہدایت سے عمل کرواتا ہے، پیدائشی طور پر فطری ہدایات دے کر پیدا کرتا ہے، فرشتے وحی کے علاوہ الہام والقاء کے ذریعہ دلوں میں بات ڈالتے ہیں، اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو حدیثِ قدسی سے ہدایت دیتا ہے، وہ خود سورج سے روشنی، زمین سے پیداوار یا بادل سے پانی برسانے، جانداروں میں حمل ٹھرنے کے بعد بہت سارے کام اپنی نگرانی میں فرشتوں سے لیتا ہے، یہ اس کی شان ہے، یہ سب کام اپنے حکم سے کرواتا ہے، بذاتِ خود نہیں کرتا، پیغمبروں پر بغیر فرشتوں کے وحی قدسی کے ذریعہ دلوں پر نازل کردیتا ہے، اس کو کسی کی مدد کی ضرورت ہی نہیں، نہ کوئی مجبوری ہے، وہ لفظِ کن سے کسی بھی چیز کو وجود دیتا ہے، فرشتے اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتے، نہ کسی کو نفع پہنچاسکتے ہیں اور نہ نقصان، اللہ تعالیٰ زمین، آسمان، ہوا،

پانی، جنت، دوزخ، ستاروں، سیاروں اور پہاڑوں کے نظام میں صرف فرشتوں سے ہی کام لیتا ہے، کسی ولی بزرگ کو اجازت نہیں دیتا۔

سوال: **بعض لوگ قطب' ابدال سے بھی کائنات کا نظام چلنے کا تصور رکھتے ہیں؟**

جواب: انسان کی یہ غلط فہمی ہے کہ بعض بزرگوں کو قطب' ابدال، اولیاء مان کر مرنے کے بعد کائنات کے نظام میں فرشتوں کے ساتھ ان کا عمل دخل سمجھتے ہیں، جو بالکل غلط ہے، اللہ فرشتوں کے علاوہ کسی کو حکم نہیں دیتا، تکوینی نظام میں صرف فرشتوں سے کام لیتا ہے، حضرت خضرؑ کس مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں نہیں بتلایا گیا۔

سوال: **تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ طاقت اللہ نے کسے دی ہے؟**

جواب: اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ طاقت فرشتوں کو دی ہے وہ پہاڑوں کو اٹھا سکتا ہے، زمین کو پلٹ سکتا ہے، ستاروں سیاروں کو گرا سکتا ہے۔

سوال: **اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں کس کس قسم کی مخلوقات کو بنایا اور فرشتوں کو کس قسم کی مخلوق بنایا؟**

جواب: اللہ تعالیٰ نے کائنات میں دو قسم کی مخلوقات کو بنایا ایک لطیف (نرم ملائم و پاکیزہ)، دوسری کثیف (گاڑھی' موٹی)، فرشتوں کو نورانی مخلوق بنا کر لطیف بنایا، بعض مخلوقات کو نظر آنے اور نظر نہ آنے کے قابل رکھا، ان میں فرشتے بھی ہیں، ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان بھی ہے جو نظر نہیں آتے، اعمال لکھنے کے لئے کراماً کاتبین بھی نظر نہیں آتے، جب انسان رات میں آیۃ الکرسی اور مسنون دعاء پڑھ کر سوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی نگرانی کرتا ہے، شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سوال: **بند زمین یعنی قبر میں فرشتے کیسے پہنچ سکتے ہیں؟**

جواب: روشنی لطیف ہے، وہ کانچ میں سے کسی تبدیلی کے بغیر گذر جاتی ہے اور دوسری طرف کپڑا یا کاغذ ہو تو جلا دیتی ہے، فرشتے تو روشنی سے زیادہ لطیف ہیں، پھر وہ بند زمین میں کیوں نہیں جا سکتے، پانی لطیف بھی ہے، کثیف بھی ہے، وہ ہیئت

تبدیل کئے بغیر زمین میں جذب ہو جاتا ہے، فرشتے کو پہنچنے میں کیا مشکل ہوگی۔

سوال: فرشتہ آسمان سے زمین پر ایک سکنڈ میں کیسے آسکتا ہے؟

جواب: سورج کی روشنی لطیف ہے اور ایک سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار کیلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے زمین پر ۸ر منٹ‘ ۲۰ر سکنڈ میں آرہی ہے، تو فرشتے کو زمین پر آنے میں دیر کیوں ہوگی، انسان اللہ کے دئے ہوئے علم سے اپنی آواز کو دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں ایک سکنڈ میں پہنچا سکتا ہے، تو فرشتوں کو زمین پر ایک سیکنڈ میں بھیجنے میں اللہ کو مشکل کیوں ہوگی۔

سوال: فرشتوں کے علم میں اور انسانوں کے علم میں کیا فرق ہے؟

جواب: فرشتے جو جن کاموں پر مامور کیے گئے ہیں وہ اتنا ہی اسی حد تک جانتے ہیں مثلا موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کی حد تک علم رکھتا ہے، پہاڑوں کا علم نہیں رکھتا، بارش کا فرشتہ، بارش کی حد تک ہی علم رکھتا ہے، نباتات یا انسانوں کے بارے میں علم نہیں رکھتا، مگر اللہ نے تھوڑا تھوڑا علم بہت سی مخلوقات کا انسانوں کو عطا کیا ہے۔

سوال: فرشتے دن رات عبادت کرتے ہیں، ان کو جنت کا اجر وثواب کیوں نہیں؟ انسان کو کیوں ہے؟

جواب: فرشتوں کو نفس نہیں وہ مقابلہ کر کے اللہ کی اطاعت نہیں کرتے، ان کی اطاعت جبری ہے اختیار سے نہیں کرتے، انسان کی اطاعت اختیاری ہے، وہ مقابلہ کر کے اطاعت کرتے ہیں اس لیے انسان کو ان کی اطاعت پر اجر وثواب ہے۔

سوال: فرشتوں‘ انسان اور جنات میں سے کس کو نیکی وبدی کا اختیار دیا گیا؟

جواب: فرشتوں کو نیکی وبدی کی طاقت واختیار نہیں دیا گیا، ان کے لئے نیکی اور بدی کا قانون نہیں ہے، انسان اور جنات کو خیر اور شر کی طاقت اور اختیار دیا گیا، نیکی اور بدی کی تعلیم دی گئی اور انسان اور جنات کے لئے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا گیا، فرشتوں کے لئے امتحان نہیں ہے۔

سوال: فرشتے اور شیطان نظر کیوں نہیں آتے؟

جواب: فرشتوں اور شیطان کے نظر نہ آنے میں اللہ نے بہت سی حکمتیں رکھی ہیں، اگر وہ نظر آتے تو کراماً کاتبین کو دیکھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کرتا، موت کا فرشتہ نظر آتا تو گھر کے سب لوگ چیختے چلّاتے کہ آج ہمارے گھر میں کسی کی موت ہونے والی ہے، شیطان نظر آتا تو کوئی بھی اس کے دھوکہ فریب اور بہکاوے میں نہ آتے، ہر کوئی اس سے اسی طرح دور رہتا جیسے سانپ، بچھو اور درندوں سے دور رہتے ہیں۔

سوال: انسان' فرشتوں سے افضل کب بن جاتا ہے؟

جواب: جب انسان ایمان لا کر تقوی و پرہیز گاری کر کے اللہ کی عبدیت و بندگی کرتا ہے تو فرشتوں سے افضل بن جاتا ہے، اللہ نے اس کو فرشتوں سے سجدۂ تعظیم کروایا، اس لئے انسان اپنے مقام و مرتبہ کو برقرار رکھتے ہوئے افضلیت پر برقرار رہے، اگر وہ شرک کرے، کفر کرے، منافق بن جائے تو انسان کی افضلیت ختم ہو جاتی ہے، پھر فرشتوں سے زیادہ علم حضرت آدم علیہ السلام کو دیا گیا، انسان تب ہی افضل رہے گا بشرطیکہ وہ علمِ نافع حاصل کر کے نیک عمل کرے اور تقویٰ اختیار کرے۔

سوال: کیا فرشتے' انسانوں کی محفلوں میں بھی آتے ہیں؟

جواب: ہاں فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر ٹھہر کر سب سے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں، پھر خطبہ شروع ہوتے ہی خطبہ سننے چلے جاتے ہیں۔

جہاں قرآن کی تلاوت درس وغیرہ ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر ہوتا ہے' وہاں فرشتوں کا گروپ جمع ہو جاتا ہے، آسمان تک گھیرا بناتا ہے۔

سوال: رحمت کے فرشتے انسان کے قریب کب نہیں رہتے ہیں؟

جواب: فرشتے انسان کے قریب اس وقت نہیں رہتے جب انسان برہنہ ہو جاتا ہے، ناپاک رہتا ہے، یا بے پردہ کھلے سر، کھلے پیٹ پیٹھ رہتا ہے، بدبو اور گندگی، شرکیہ ماحول، ناچ، گانے بجانے کی محفلوں، گناہ کے مقامات پر نہیں رہتے، اسی طرح جب انسان

فحش گفتگو کرتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

سوال: قرآن کہتا ہے کہ دوزخ میں فرشتے دوزخیوں کو سزا دیتے رہیں گے، کیا وہ جہنم کی آگ سے جلیں گے نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ آگ سے بچنے کے لئے فائر پروف ڈیرے اور ڈریس بناتا ہے جس پر آگ اثر نہیں کرتی، تو کیا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آگ سے محفوظ نہیں رکھ سکتا، انسان پانی سے بچنے کے لئے واٹر پروف جیکٹ بناتا ہے، بعض پرندے پانی میں غوطہ مارنے کے باوجود بھیگتے نہیں ہیں، ان کے پروں پر پانی نہیں ٹھہرتا، انسان اگر موم بتی کو جلائے تو وہ آکسیجن لے کر جلتی ہے، اس پر گلاس رکھ دیا جائے تو آکسیجن کے نہ ملنے سے بجھ جاتی ہے، اگر گھر میں چولہا جلایا جائے تو گیاس سے شعلہ دیتا ہے، مگر وہی شعلہ گھر کے تمام آکسیجن کو نہیں جلاسکتا، اگر گیاس سلنڈر لیک (Leak) ہو یا پھوٹ جائے تو پورے گھر میں آگ پھیل جاتی ہے، وہ ہر ایک کو نہیں جلاسکتی، اللہ تعالیٰ جسے جلانے کا حکم دے اسی کو جلاتی ہے۔

سوال: انسان کائنات کے کاموں پر مامور فرشتوں سے متعلق کیا گمراہ عقیدہ رکھتا ہے؟

جواب: فرشتے کائنات کے مختلف کام کرنے اور کاموں کے ذمہ دار ہونے کی وجہ سے بہت سارے لوگ ان کو دیوی دیوتا مانتے ہیں اور ان میں مونث و مذکر سمجھتے ہیں، چنانچہ مشرکین مکہ ان کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے تھے تصور کرتے تھے کہ بیٹیاں باپ کی لاڈلی اور چہیتی ہوتی ہیں اس لئے وہ ہماری سفارش کریں گی ان کے خیالی مجسمے بنا کر ان کو مونث و مذکر کے نام دے دیئے تھے، آج بھی مشرک قوموں میں یہ عقیدہ ہے، فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مؤنث۔

☆☆☆☆☆

ایمان بالکتب : اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا

سوال: تمام مخلوقات کو ہدایت کی ضرورت کیوں ہے؟

جواب: تمام مخلوقات کے لئے زندگی کے تمام کاموں کو اللہ کی ہدایت کے مطابق انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و رہنمائی ضروری ہے، تب ہی وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکتی ہیں

سوال: ہدایت کے لئے عقل، فہم، آنکھ، کان، ہاتھ پیر جیسے اعضاء ضروری ہیں، تو کیا ساری مخلوقات کو یہ سب اعضاء دئے گئے؟

جواب: ساری مخلوقات کو یہ سب اعضاء نہیں دئے گئے، کسی کو عقل وفہم زیادہ ہے کسی کو کم اور کسی کو نہیں ہے، کسی کو اللہ نے جاندار بنایا کسی کو بظاہر بے جان بنایا ہے۔

سوال: جاندار مخلوقات میں اللہ' انسان اور جنات کو کس طرح ہدایت دیتا ہے؟

جواب: جاندار مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کے لئے پیغمبر پر وحی الٰہی نازل کر کے وحی کے ذریعہ باہر سے ہدایت حاصل کرنے کا طریقہ رکھا۔

سوال: انسان و جنات کے علاوہ دیگر مخلوقات کے لئے ہدایت کا کیا طریقہ رکھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ تمام جاندار اور بے جان مخلوقات کو فطری طور پر ہدایت سے آراستہ کر کے پیدا کرتا ہے، وہ بغیر کتاب، بغیر اسکول، بغیر مدرسہ اور بغیر استاذ کے خود بخود پرورش پاتے ہوئے ہدایت پاتے رہتے ہیں، انسان کے اعضاء بھی خود بخود فطری اعتبار سے ہدایت یافتہ پیدا کئے جاتے ہیں، سارے کام فرشتوں کے ذمہ نہیں ہیں۔

سوال: انسان اور جنات کو ہدایت کی ضرورت کیوں ہے؟

جواب: دنیا کی زندگی ان کے لئے امتحان کی جگہ ہے اور ان پر بہت ساری ذمہ داریاں ڈالی

گئی ہیں، ان کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے مثلاً نکاح کرنا، اولاد کی پرورش کرنا، نوکری کرنا، تجارت کرنا، حلال مال کمانا اور خرچ کرنا وغیرہ، تمام کاموں میں اللہ کی مرضی پر چلنے کے لئے ہدایت ضروری ہے، ان تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت ضروری ہے، انسان کو زندگی کے مختلف شعبوں سے اللہ کی اطاعت بندگی کرنا ہوگا۔

سوال: دوسری مخلوقات کے مقابلے انسان اور جنات کو کس قسم کی آزادی اور اختیار دیا گیا؟

جواب: دوسری مخلوقات کو اپنی مرضی سے زندگی گذارنے کی آزادی واختیار نہیں ہے، وہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر اللہ کی مرضی سے چلتے ہیں، نافرمانی نہیں کرسکتے۔

انسان کو اطاعت کرنے یا نافرمانی کرنے کا اختیار و آزادی دی گئی ہے، وہ چاہے تو اللہ کی مان کر اطاعت کرسکتا ہے، چاہے تو انکار کر کے اللہ کی نافرمانی کرسکتا ہے، کیونکہ دنیا اس کے لئے امتحان کی جگہ ہے، دیگر مخلوقات کے لئے دنیا امتحان کی جگہ نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کیا کیا انتظام کیا ہے؟

جواب: انسانوں کو ہدایت دینے انہیں میں سے پیغمبر منتخب کر کے ان پر وحی الٰہی نازل کیا، انسان کو سب سے زیادہ عقل و فہم دیا، ضمیر اور نفسِ لوّامہ دیا، شر اور خیر کی تمیز دی، صحیح اور غلط راستے کی تعلیم دی، ضمیر رکھا' جو حق و باطل پر فوراً احساس دلاتا ہے۔

سوال: وحی الٰہی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وحی ایک خفیہ اشارہ ہوتا ہے جو کہنے والے اور سننے والے کے درمیان ہی رہتا ہے۔

سوال: وحی الٰہی کو انسان عقلی اعتبار سے کیسے سمجھ سکتا ہے؟

جواب: انسان راکٹ بنا کر زمین سے خلاء میں چھوڑتا ہے، ہوائی جہاز بنا کر ہوا میں اڑاتا ہے، ہوائی جہاز ہوا میں اُڑنے اور راکٹ خلاء میں جانے کے بعد پائلٹ سے گفتگو کرنے کے لئے کنٹرول روم سے سوائے ریموٹ کنٹرول کے کوئی دوسرا وائر کنکشن نہیں ہوتا، پائلٹ کو کنٹرول روم سے مختلف ہدایات دی جاتی ہیں، انسان کو

اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ فیاکس مشین بنا کر یا انٹرنیٹ سے دنیا کے کونے کونے میں اپنے کاغذات کی کاپیاں یا پی ڈی ایف بنا کر بھیجتا ہے، جب انسان یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنی کسی بھی مخلوق کو اشارے سے بات پہنچا سکتا ہے، حکم دے سکتا ہے۔

سوال: ہدایت دینے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: وحی نبوت جو خالص پیغمبروں پر آتی ہے اس کے علاوہ القا اور اِلہام جو عام وخاص انسانوں پر آتی ہے ان کے علاوہ فطری ہدایت جانوروں، زمین، ہوا، پانی، آگ کو بھی دی جاتی ہے، اسی ہدایت پر وہ اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتے ہیں اور ان کو وحی سے فطرت کے خلاف بھی عمل کرواتا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں رہنا، حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں رہنا، سمندر کا پانی حضرت موسیٰؑ کے لئے راستہ بن جانا، حضرت اسماعیلؑ پر چھری کا نہ چلنا، بنی اسرائیل کے لئے چٹان سے پانی کے چشمے پھوٹنا، اور سمندر میں راستہ بن جانا۔

سوال: وحی الٰہی کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟

جواب: وحی الٰہی کی دو قسمیں ہیں، وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ وحی متلو کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن مجید ہے، وحی غیر متلو کی تلاوت نہیں کی جاتی، وہ احادیث ہیں۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کی احادیث جو بیان کی گئی ہیں کیا وہ بھی وحی ہے؟

جواب: ہاں! جتنی احادیث رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں وہ سب اللہ ہی کی ہدایت پر بیان کی گئی ہیں، وہ وحی ہی ہے، صرف الفاظ رسول اللہ ﷺ کی زبانی ہیں، وہ اپنی دل کی خواہش پر کچھ نہیں کہتے تھے۔

سوال: قرآن کے الفاظ اور آیات بھی رسول ﷺ کے ذریعہ بیان ہوئے ہیں، تو کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی زبان کے الفاظ اور لہجہ نہیں ہے؟

جواب: ہاں! وہ رسول اللہ ﷺ زبان کے الفاظ اور لہجہ نہیں، قرآن کے جو الفاظ اور آیات

رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ادا ہوئے ہیں وہ اللہ کے الفاظ اور اللہ کی آیات ہیں، جس طرح اللہ نے اپنے کلام کو نازل کیا رسول ﷺ نے من وعن ویسے ہی بیان کر دیا، اس لئے قرآن کے الفاظ کا لہجہ اور احادیث کے الفاظ ایک جیسے نہیں، رسول ﷺ کی زبان سے دو طرح کا کلام نکلا ہے، انسان اس فرق کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

سوال: کتابِ الٰہی پر ایمان لانا یا نہ لانا' اللہ کی کونسی صفت کا اقرار یا انکار ہوگا؟

جواب: اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا گویا اللہ کی صفت ہادی کا اقرار ہے اور کتابوں کا انکار کرنا صفتِ ہادی کا انکار ہے، یعنی اللہ کو ہدایت دینے والا نہ ماننا۔

سوال: جاندار علم کن کن راستوں سے حاصل کرتا ہے؟ وہ کیا ہیں؟

جواب: جاندار علم تین راستوں سے حاصل کرتا ہے:

(۱) حواسِ خمسہ (۲) عقل (۳) وحی الٰہی۔

سوال: ان تینوں میں سب سے بڑا اور صحیح راستہ کونسا ہے جس میں انسان دھوکہ نہیں کھا سکتا؟

جواب: ان تینوں میں وحی الٰہی سب سے بڑا اور صحیح راستہ ہے، اس راستے سے انسان کوئی دھوکہ نہیں کھا سکتا، وحی سے صحیح ہدایت ملتی رہتی ہے۔

سوال: عقل اور حواسِ خمسہ سے دھوکہ کیسے کھا سکتا ہے؟

جواب: عقل اور حواسِ خمسہ کی حدیں محدود ہیں، جو چیز نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے اس کی حد تک ہی یہ علم دے سکتی ہیں، مثلاً ہوا، مزہ، نظر۔ ہوا' جسم پر لگنے سے محسوس کرتا ہے کہ ہوا ہے، بخار آجائے تو زبان کا مزہ کڑوا ہو جاتا ہے، غذائیں کڑوی معلوم ہوتی ہیں، یرقان کی بیماری میں ہر چیز پیلی نظر آتی ہے، آنکھیں دور تک نہیں دیکھ سکتیں، دیوار کے پیچھے نہیں دیکھ سکتیں، کان دور کی اور بالکل آہستہ آواز نہیں سن سکتے، بغیر ہوا کے سن نہیں سکتے، آنکھیں بغیر روشنی کے دیکھ نہیں سکتیں۔

عقل بہت ساری چیزوں کو غلط سمجھتی ہے اور غلط فیصلے کرتی ہے، پانی میں لکڑی ہو تو

لکڑی تیڑھی نظر آتی ہے، عقل بغیر آنکھوں' کانوں کے صحیح فیصلہ نہیں کرسکتی، سورج زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے مگر عقل اسے گول اور چھوٹا بتلاتی ہے، ستارے بہت بڑے بڑے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں۔

سوال: حواسِ خمسہ، عقل اور وحی کو مثال سے کیسے سمجھیں؟

جواب: یوں سمجھو کہ حواسِ خمسہ کنواں ہیں، عقل تالاب ہے اور وحی سات سمندر۔ کنویں کا پانی تالاب میں آسکتا ہے مگر تالاب کا پانی کنویں میں نہیں آسکتا، اسی طرح تالاب کا پانی سمندروں میں آسکتا ہے مگر سمندروں کا پانی کنویں میں نہیں آسکتا، یہی حال حواسِ خمسہ کا ہے، حواس سے عقل کو علم ملتا ہے مگر حواسِ خمسہ عقل کی طرح کام نہیں کرسکتے، مثلاً زبان کسی چیز کو چکھتی ہے تو عقل کہتی ہے کہ یہ میٹھا ہے یا کٹھا، پھیکا ہے یا کڑوا، آنکھ کسی چیز کو دیکھتی ہے تو عقل کہتی ہے کہ یہ دیوار ہے یا گاڑی ہے یا درخت، اس طرح عقل سے انسان کو جب یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں چیز دولت ہے یا فلاں چیز درخت ہے یا فلاں چیز پھل ہے یا غذاء ہے، مگر عقل ان کا صحیح استعمال نہیں بتلاسکتی، وہ صرف وحی بتلاتی ہے کہ دولت کو کیسے استعمال کریں، کونسا پھل اور غذاء کھائیں، کونسی چیز حرام ہے، کونسا کام جائز ہے، کونسا کام ناجائز ہے، کس انسان سے اس کا رشتہ کیا ہے، کس سے نکاح کرنا ہے، کس سے نہیں، عقل نہیں بتلاسکتی، اس لئے حواس کے علم کی ایک حد ہے، عقل کے علم کی ایک حد ہے، وحی الٰہی عقل اور حواس سے آگے کا علم دیتی ہے۔

سوال: پہلے زمانے سے جو دین ہر قوم میں تھا، وہ کیا تھا؟

جواب: پچھلے زمانے سے دین ایک ہی رہا، توحید، رسالت، آخرت۔ حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں بھی یہی اصل تعلیم آئی' جس کا نام اسلام ہے۔ پچھلی قوموں کے لحاظ سے ان کی زبانوں میں وحی الٰہی نازل ہوتی رہی اور دین کا نام ان کی زبانوں میں ہوتا تھا، جن کا مطلب اللہ ہی کی عبادت واطاعت تھا، جس کو عربی میں اسلام کہتے ہیں۔

سوال: پچھلی قوموں میں عبادت واطاعت کے مختلف طریقے کیا تھے؟

جواب: پچھلی قوموں کے لوگ زکوۃ نکال کر پہاڑ پر رکھ دیتے ، آسمان سے آگ آ کر کھا لیتی ، روزہ چوبیس گھنٹوں کا ہوتا تھا، اس میں سحری نہیں تھی ، دس محرم کا روزہ فرض تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ساتھ پیدا ہونے والے لڑکا لڑکی دوسرے ایک ساتھ پیدا ہونے والے لڑکا لڑکی سے نکاح کرتے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں دوسگی بہنوں سے نکاح جائز تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا، حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ میں دو ہی نمازیں فرض تھیں، بنی اسرائیل کے لئے ہفتہ کا دن عبادت کا تھا، اس دن وہ دنیا کا کوئی کام یہاں تک کہ پکوان بھی نہیں کر سکتے تھے، جانوروں سے کام بھی نہیں لے سکتے تھے، شکار بھی نہیں کر سکتے تھے، ان کے لئے چالیس (۴۰) دن کے روزے فرض تھے، حضرت موسی علیہ السلام کے زمانہ میں شرک کرنے پر قتل کی سزا تھی، روزہ کے دوران رات کے وقت بیوی سے بھی دور رہنا لازم تھا۔

سوال: پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبر کے دنیا سے جاتے ہی کتاب الٰہی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ان کے علمائے سوء (بُرے علماء) کتاب کے احکام میں تبدیلی کر دیتے اور لوگوں سے پیسے لے کر غلط فتوے دیتے، حق کو چھپاتے، کتابِ الٰہی کی آیات کا معنی بدل دیتے تھے، اور کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنانے کے بجائے جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈوں کی کتاب بنا دیئے تھے، جادو وغیرہ کے عادی ہو گئے تھے، کتابِ الٰہی کے احکام کے خلاف خود کے بناوٹی احکام عوام کو بتلاتے ، بدعات وخرافات لوگوں کو سکھلا کر دین کی شکل ہی بگاڑ دیتے تھے، بزرگوں کی یاد قائم کرنے کے لئے ان کے مجسمے بناتے، پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرنے کے طریقے ایجاد کرتے تھے، حج اور روزوں کے مہینوں کو اپنی سہولت سے معتدل مہینوں میں رکھتے اور صرف مذہبی لوگ روزے

رکھتے تھے، مالداروں کے لئے زنا پر سنگسار کے حکم کو بدل ڈالا، ان کے لئے تعزیراتی قانون میں نرمی پیدا کردی، طلاق کے بعد دوبارہ عورت کو نکاح سے منع کردیا، حالت حیض میں عورت کو گندی اور ناپاک کہہ کر گھر سے دور رکھتے، توحید کی تعلیم کی جگہ شرک ، آخرت اور پیغمبروں کا غلط تصور دے دیا، پیغمبر کو خدا یا جادوگر بھی بنادیا، بعض کو عام انسان بتلایا گیا، پچھلی کتابوں کی اصل زبان ہٹا کر ترجمہ رکھا۔

سوال: قرآن کی تعلیمات اور پچھلی آسمانی کتابوں کی تعلیمات میں فرق کیا ہے؟

جواب: قرآن میں خالص توحید کی تعلیم دے کر خالق اور مخلوق کے فرق کو کھول کر سمجھایا گیا، خالق کی صفات اور مخلوقات کی صفات کو سمجھایا گیا، پچھلی کتابوں میں تبدیلی کر کے خالق اور مخلوق کو ایک جیسا کردیا گیا، خالق کی صفات کی تعلیم نہیں ہے اور مخلوق کے مرنے کے بعد خالق میں ضم ہوجانے کا تصور دیا گیا ہے، فرشتوں کو دیوی دیوتا بنادیا یا ان سے دشمنی کو ظاہر کیا گیا، بعض پیغمبروں کو گنہگار بتلایا گیا، عورت کا حیض، شوہر کی غلامی، حمل، دنیا میں محض جنت میں نافرمانی کی سزا سمجھائی گئی، آخرت میں بزرگوں کی شفاعت سے معافی ملنے اور دنیا میں اپنے آپ کو جنتی ہونے کا تصور دیا گیا، باقی پوری دنیا کے انسانوں کو جہنمی سمجھایا گیا، اللہ کی عبادت کے بجائے ،مخلوق کی عبادت کرنے کی تعلیم دی گئی ، بدعات وخرافات کو عبادت کا درجہ دیا گیا، اپنے علماء کو رب کا درجہ دے دیا۔

سوال: پچھلی آسمانی کتابوں کو منسوخ کیوں کیا گیا؟

جواب: گذشتہ امتوں میں پیغمبروں کے جانے کے بعد ان کی امت کے رہبر و پیشوا کتاب الٰہی میں تبدیلیاں کردیتے ، وہ کتابیں مخصوص قوم کو سدھارنے اور خاص وقت کے لئے نازل ہوئی تھیں، قیامت تک کے لئے نازل نہیں کی گئی تھیں، جب اطاعت و بندگی کے طریقے بدل دئے گئے ،تعلیمات کو بھلادیا گیا تو اللہ نے ان کو منسوخ کر کے اس کی اہم اور ضروری باتوں کے ساتھ نیا ایڈیشن قرآن مجید نازل فرمایا۔

سوال: نئی کتابِ الٰہی کی ضرورت کب ہوتی ہے؟ اب ضرورت کیوں نہیں؟

جواب: اگر کسی قوم میں ہدایت نہ آئی ہو یا اگر کسی قوم نے پیغمبر کے جانے کے بعد تعلیمات کو بگاڑ دیا یا بھلا دیا ہو یا پچھلی کتاب کے احکام کے ساتھ کچھ احکام میں اضافہ کیا ہو یا پچھلی کتاب منسوخ کردی گئی ہو۔

قرآن مجید محفوظ ہے، اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے، اس میں کوئی تبدیلی کر ہی نہیں سکتا، قرآن قیامت تک آنے والے انسانوں کے نازل کیا گیا ہے، اس لئے اب کسی کتاب کے نازل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

سوال: کیا پچھلی کتابوں میں دین کی مکمل تعلیم تھی؟

جواب: ہاں پچھلی جتنی بھی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے وہ مکمل تعلیم کے ساتھ نازل ہوئے، ہر قوم کو ان کے حالات اور قوت کے مطابق احکام دئے گئے تھے، کوئی تعلیم نامکمل نہیں تھی، بعض احکام تو بہت سخت دئے گئے تھے اور آزمائش بھی سخت ہوئی تھی۔

سوال: قرآن مجید کی سچائی کو کیسے سمجھیں؟ قرآن و دیگر کتابوں میں فرق کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید کی حفاظت چودہ سو سال سے فرما رہا ہے، قیامت تک حفاظت کا وعدہ کیا ہے، چودہ سو سال سے پوری دنیا میں اس کے حفاظ بنتے چلے آرہے ہیں، جن الفاظ و آیات کے ساتھ نازل ہوا وہی الفاظ من وعن جیسے کے ویسے آج بھی ہیں، اس کی اصلی زبان عربی ساری دنیا میں بولی جاتی ہے، اور ہر رمضان میں مساجد میں قرآن تراویح میں سنایا جاتا ہے، اس کے ترجمے جس زبان میں بھی کئے جاتے ہیں اصلی زبان کو ساتھ رکھتے ہوئے کئے جاتے ہیں، آیتوں کا معنی کوئی بدل نہیں سکتا، پوری دنیا کے مسلمان نماز میں اصل الفاظ ہی کی تلاوت کرتے ہیں، اس کے برعکس پچھلی آسمانی کتابوں کا ایک بھی حافظ دنیا میں نہیں ہے، اور نہ ان کے نازل ہونے کی اصلی زبان موجود ہے، اور ان میں تحریف کردی گئی ہے، جس پیغمبر پر نازل ہوئی ان کی زندگی اور ارشادات بھی محفوظ نہیں، اصلی زبان کو لکھے بغیر ان کے ترجمے دوسری

زبانوں میں کیئے گئے ہیں، اور ان میں اللہ کا کلام نبی کا کلام ان کے صحابہ کے ارشادات، مفسرین کی تفسیر، تاریخ کے واقعات اور جھوٹے قصے کہانیاں سب آسمانی کتاب میں ملی ہوئی ہیں، ان کے پڑھنے سے کوئی انسان خدا کے کلام، نبی کے کلام اور مفسرین کے بیانات کو علاحدہ علاحدہ نہیں سمجھ سکتا، قرآن مجید کے ساتھ یہ ساری چیزیں علاحدہ علاحدہ کتابوں میں ہیں، ترجمہ متن کے ساتھ بازو یا نیچے لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی کلامِ الٰہی کی تلاوت کرنا چاہے تو آسانی سے کرسکتا ہے، احادیث پڑھنا چاہے تو علاحدہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور صحابہؓ کی زندگی اور تاریخِ اسلام علاحدہ علاحدہ کتابوں میں موجود ہیں، یہ اسلام کی سچائی قرآن کی سچائی کا ثبوت ہے، دنیا کی یہ واحد کتاب ہے جس کے ساتھ صاحبِ کتاب کی زندگی محفوظ ہے، دوسری آسمانی کتابوں کے صاحبِ کتاب کی زندگی محفوظ نہیں، قرآن پر عمل کرنے کے لئے پیغمبر کی زندگی مثال اور نمونہ ہے۔

سوال: چودہ سو سال پہلے نازل ہونے والے احکامات میں اب تبدیلی کیوں نہیں کی جاسکتی؟ جبکہ سائنس کی ترقی سے انسانی تمدن پورا بدل گیا ہے۔

جواب: سائنس نے جو ترقی کی ہے وہ انسان کی معاشرتی زندگی کے سامان میں کی ہے، پہلے زراعت ہل چلا کر جانوروں سے ہوتی تھی، اب ٹریکٹر سے ہورہی ہے، پہلے اونٹ' گھوڑا' خچر اور بیل گاڑی پر سفر ہوتا تھا، اب ریل، ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر وغیرہ سے ہورہا ہے، لکڑیوں پر پکوان ہوتا تھا، اب گیس کے چولہے جلائے جارہے ہیں، پہلے لوگ کویلی کے مکان میں رہتے تھے، اب آرسی سی کے پختہ مکانوں میں رہ رہے ہیں، اس کو تبدیلی نہیں کہتے، پچھلے زمانے میں شرک، کفر، اور منافقت جس طرح ہوتی تھی آج پڑھے لکھے ہونے کے باوجود اسی طرح شرک و کفر ہورہا ہے، اور منافقت بھی اسی انداز سے عروج پر ہے، پہلے زنا، چوری، قتل، خون، جوا، ناانصافی، بے ایمانی، وعدہ خلافی، قرض ڈوبانا، طلاق، نکاح جیسے ہوتے

تھے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، سائنس کی ترقی کے باوجود بچے پیدا کرنے، دفن کرنے، رشتہ داری کا سسٹم، شراب پینا، ناچ، گانا سب انسانوں میں ویسا ہی جاری ہے، اخلاقی اور روحانی اصلاح میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ چودہ سو سال سے ویسا ہی چل رہا ہے، اس لئے قرآن کے احکام میں تبدیلی کی ضرورت ہی نہیں، انسان میں نیکی، بدی کا وہی تصور چل رہا ہے، حق و باطل میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، انسان غذاء منہ سے کھاتا تھا اور اب بھی منہ سے ہی کھا رہا ہے۔

سوال: کیا کتابِ الٰہی کی چند باتوں پر عمل کرنا اور باقی باتوں پر جی کی خواہش کے مطابق کرنے کا نام کتاب پر ایمان لانا ہے؟

جواب: کتاب الٰہی کی حق و باطل اور حلال و حرام باتوں کو ماننا اور اسی کے مطابق عمل کرنا ایمان ہے، چند باتوں پر عمل کر کے باقی باتوں پر نفس کی خواہش کے مطابق چلنا صحیح ایمان نہیں کہلاتا، ایسا انسان فاسق اور فاجر کہلاتا ہے۔

سوال: مسلمان کن پچھلی کتابوں کو آسمانی کتاب کہہ کر ایمان لا سکتا ہے اور کن کتابوں پر نہیں؟

جواب: جن پچھلی کتابوں اور صحیفوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ان کو ہی پچھلی آسمانی کتاب کہہ کر ایمان لائیں گے، جن کے نام نہیں بتلائے گئے ان پر اجمالی طور پر یہ کہہ کر ایمان رکھیں گے کہ اللہ نے ہر قوم کی ہدایت کے لئے جو کتابیں نازل کی تھیں ان کی تعداد کتنی ہے ہم کو نہیں معلوم، بس ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں، مگر ان کے علاوہ کسی دوسری مذہبی کتاب کو آسمانی کتاب یا اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب نہیں مان سکتے، ورنہ انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، عمل صرف قرآن پر ہوگا۔

سوال: کسی بھی دوسری مذہبی کتاب میں جو باتیں قرآن کے مطابق ہوں اور کھلی توحید کی تعلیم ہو تو کیا ہم ان کی تصدیق کر سکتے اور مان سکتے ہیں؟

جواب: ہاں! جو باتیں قرآن کے مطابق ہوں اور خدا کو خدا اور بندے کو بندہ سمجھ کر توحید

کی تعلیم ہو، آخرت کی صحیح تعلیم ہو اور اللہ کے ایک اور اکیلا ہونے کی تعلیم ہو تو اس حد تک ہم ان کی تصدیق کریں گے اور ان کو مانیں گے، ان کا انکار نہیں کریں گے، اگر ان باتوں کا انکار کریں گے تو قرآن مجید کا انکار ہو جائے گا۔

سوال: **دوسری قومیں اپنی مذہبی کتابوں میں قرآن اور رسول ﷺ کی تصدیق کی نشانیاں بتلاتی ہیں، تو ان کا قرآن اور رسول اللہ ﷺ کو نہ ماننا کیسا ہے؟**

جواب: اس طرح وہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کا انکار کر کے اپنی ہی کتاب کی بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں اور اپنی ہی کتاب کو جھٹلا رہے ہیں۔

سوال: **جو باتیں اور واقعات قرآن میں اور پچھلی کتابوں میں مشترک ہیں ان کی مسلمان تصدیق نہ کرے تو وہ کیسا ہے؟**

جواب: اگر مسلمان حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کے واقعات اور بنی اسرائیل کے مختلف واقعات جو قرآن اور پچھلی آسمانی کتابوں میں مشترک ہیں، ان انکار کریں تو قرآن کا انکار ہو جائے گا، مسلمان کو ان مشترک واقعات اور باتوں کی تصدیق کرنا ہوگا، اس لئے کہ قرآن خود ان کی تصدیق کر رہا ہے۔

سوال: **دنیا کی دوسری آسمانی کتابوں کو ماننے والی قوموں نے کس انداز سے ایمان بالغیب میں خرابی پیدا کی ہے؟**

جواب: دوسری آسمانی کتابوں کو ماننے والی قومیں یعنی یہود نے حضرت موسی علیہ السلام اور تورات ہی کی مانا، حضرت عیسی علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ، انجیل اور قرآن کو نہیں مانا، عیسائیوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر کے ایمان بالغیب میں خرابی پیدا کر لی ہے۔

سوال: **کچھ آسمانی کتابوں کو ماننے اور کچھ کا انکار کرنے والا، کیا ایسے انسان کو ایمان والا کہا جا سکتا ہے؟**

جواب: کچھ آسمانی کتابوں کو ماننے اور کچھ کا انکار کرنے یا ان پر شک کرنے والے انسان کو ایمان والا نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: اب پچھلی آسمانی کتابوں پر عمل کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

جواب: ان کی اہم اور مرکزی تعلیم قرآن مجید میں آچکی ہے اس لئے وہ منسوخ کردی گئیں، قرآن اب لیٹسٹ ایڈیشن ہے، اس لئے پرانے منسوخ شدہ ایڈیشن سے امتحان نہیں دیا جا سکتا، وہ کتابیں مخصوص قوموں کے لئے نازل ہوئی تھیں، ساری دنیا کے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے نازل نہیں ہوئی تھیں، صرف قرآن ہی ساری انسانیت اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے نازل کیا گیا ہے، کامیابی کے لئے عمل صرف قرآن کے مطابق ہی کرنا ہوگا، اور قرآن نازل کر کے اللہ نے سابقہ کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

سوال: غیر مسلم کہتے ہیں کہ قرآن ابتداء ہی میں کیوں نازل کیا گیا؟

جواب: دنیا کی تمام قوموں میں آسمانی کتابیں ان کے رسولوں کے ذریعہ نازل کی گئیں، ان کتابوں میں دین یعنی ایمانیات جو قرآن میں 70% حصہ لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ میں ہے، پچھلی کتابوں میں بھی وہی دین توحید، رسالت، آخرت، یعنی الا الہ الا اللہ چلا آ رہا ہے، صرف ان قوموں کے حالات کی وجہ سے ہر نبی نے اپنی قوموں کو لا الہ الا اللہ تعالیٰ ھو کی دعوت دی۔ شریعت کے کچھ احکام میں یعنی اطاعت و بندگی کے طریقوں میں تبدیلی ہوتی گئی، مگر قرآن مجید کی 70 فیصد تعلیم اور اطاعت کے بہت سارے مشترکہ احکام ان کتابوں میں بھی دئے گئے، مگر ان کتابوں کے نام انجیل، تورات اور زبور تھا، اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئے۔ اس لئے نام شاید اللہ نے امتحان کے لئے الگ الگ رکھا ہوگا، مگر محمد رسول اللہ ﷺ وہی دین لائے جو پچھلی کتابوں میں تھا، اگر ان کتابوں کا نام بھی قرآن مجید ہوتا تو ہر قوم اُسے مان لیتی، مگر بہت سی قوموں نے نام الگ ہونے اور احکام مشترکہ ہونے پر بھی نہیں مانا۔

ایمان بالرُّسُل: رسولوں اور پیغمبروں پر ایمان

سوال: نبی اور پیغمبر کس کو کہتے ہیں؟

جواب: نبی نبا سے ہے، نبا کے معنی خبر کے ہیں، نبی خبر لانے والا، جس کے ذریعہ اللہ کا پیغام بھیجا جاتا ہے اسے پیغمبر کہتے ہیں۔

سوال: نبی اور پیغمبر کی ضرورت کیوں ہے؟

جواب: بندوں کو اللہ کی صحیح پہچان اور معرفت کروانے کے لئے اللہ کے احکام سے واقف کروانے اللہ کی مرضیات کا علم دینے بندوں کو پیغام بھیجنا ضروری ہے اس کے لیے اللہ نے انسانوں میں سے عمدہ اعلی انسانوں کو منتخب کر کے اپنا پیغام، اپنے احکام وحی کے ذریعہ ان پر نازل کرتا ہے اور بندوں کو پیغمبر کی طرح اپنی عبدیت و بندگی سکھاتا ہے، اس لیے نبی اور پیغمبر اللہ کی وحی اور اللہ کی عبادت و بندگی سکھانے کے لیے درمیانی ذریعہ ہوتے ہیں، وہ وحی الٰہی کی چلتی پھرتی مثال ہوتے ہیں۔

سوال: نبی اور رسول میں کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب: نبی اور رسول میں فرق یہ ہوتا ہے کہ رسول پر کتاب نازل کی جاتی ہے اور نبی پر کتاب نازل نہیں ہوتی بلکہ سابقہ رسول کی جو شریعت ہے اسی کے مطابق دین کی اشاعت کرنا ہوتا ہے، ہر رسول نبی و پیغمبر ہوتا ہے، مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

سوال: کچھ نبیوں کے نام بتلاؤ؟

جواب: حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرات الیاس علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، قرآن کریم میں جملہ ۲۶/ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے۔

سوال: جن پیغمبروں کے نام قرآن وحدیث میں نہیں بتلائے گئے، کیا ان کے نیک، اچھے عمدہ اعمال اور عقیدہ پر انہیں پیغمبر کہہ سکتے ہیں؟

جواب: جن پیغمبروں کے نام نہیں بتلائے گئے تو کسی بھی انسان کے عمدہ اخلاق، اعمال اور عقائد پر وہم وگمان سے پیغمبر نہیں کہہ سکتے۔

سوال: جو پیغمبر نہیں ہیں انہیں پیغمبر ماننے سے کیا ہوتا ہے؟

جواب: قرآن وحدیث میں جن کو پیغمبر نہیں کہا گیا ان کو پیغمبر ماننے سے ایمان نکل جاتا ہے۔

سوال: پیغمبروں کے دنیا میں آنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا اور کب ختم ہوا؟

جواب: پیغمبروں کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگیا، آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی، آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔

سوال: کیا حضرت محمد ﷺ کے نبی بننے کے بعد کسی نے نبوت کا دعوی کیا؟

جواب: ہاں حضرت محمد ﷺ کے نبی بننے کے بعد بعض لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، ان میں مسیلمہ کذاب، غلام احمد قادیانی وغیرہ ہیں۔

سوال: حضرت محمد ﷺ کے بعد اگر کوئی کسی کو نبی اور پیغمبر مانے تو وہ کیسا ہے؟

جواب: حضرت محمد ﷺ کے بعد اگر کوئی کسی کو نبی اور پیغمبر مانے تو وہ کافر ہے۔

سوال: قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آئیں گے، پھر ان کو ماننا کیسا ہے؟

جواب: قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام دجال کے فتنے کو ختم کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھانے کے لئے آئیں گے، اس لئے کہ پورے نبیوں میں صرف انہی کو انسانوں نے خدا مانا، وہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کر کے آپ ﷺ کو اللہ کا آخری پیغمبر مان کر ان کی اتباع کریں گے اور امتِ مسلمہ میں خلیفہ کی حیثیت سے رہیں گے، امتِ مسلمہ ان کو

رسول ﷺ سے پہلے نبیوں کی طرح مانیں گے، وہ قرآن کے مطابق عمل کریں گے، نئی امت اور نئی کتاب لے کرنہیں آئیں گے اور نہ الگ امت بنائیں گے، ان کے آنے کے بعد سارے عیسائی امتِ محمدیہ میں رسول ﷺ ہی کی نبوت کا اقرار کریں گے، حضرت عیسی علیہ السلام ان کو اپنی اتباع کے بجائے رسول ﷺ کی اتباع کی تعلیم دیں گے، اس لئے کہ قرآن مجید نازل ہونے کے بعد انجیل اور تورات منسوخ ہو چکے ہیں۔

سوال: ایمانیات میں رسالت کا اقرار کس صفت کا اقرار ہے اور انکار کس صفت کا انکار ہے؟

جواب: ایمانیات میں رسالت کا اقرار اللہ کی صفتِ ہادی کا اقرار ہے، اور رسالت کا انکار اللہ کی صفتِ ہادی کا انکار ہے، اس لئے کہ اللہ کی ہدایات رسول سے ملتی ہیں۔

سوال: کیا کوئی شخص اپنی محنت، مشقت، عبادت وریاضت سے پیغمبر بن سکتا ہے؟

جواب: کوئی بھی انسان اپنی محنت، مشقت، عبادت، ریاضت، تقوی اور پرہیز گاری سے پیغمبر نہیں بن سکتا، اللہ انسانوں میں سے کسی خاص انسان کو چن کر نبی بناتا ہے۔

سوال: کیا پیغمبر انسان ہوتے ہیں؟ پیغمبر مرد ہوتے ہیں یا عورت کو بھی بنایا گیا؟

جواب: زمین پر انسان بستے ہیں، اس لئے پیغمبر صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور پیغمبر صرف مردوں میں سے آئے بناء گئے ہیں، عورتیں پیغمبر نہیں بنائی گئیں۔

سوال: کیا پیغمبر کو عام انسانوں جیسی حاجتیں اور ضرورتیں بھی ہوتی تھیں؟

جواب: ہاں! پیغمبر کی بھی عام انسانوں جیسی تمام حاجتیں اور ضرورتیں ہوتی تھیں، البتہ عام انسان پر وحی نہیں آتی، صرف پیغمبر پر وحی آتی تھی۔

سوال: کیا پیغمبر، پیغمبر ظاہر ہونے سے پہلے گناہ کرتے تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو پیغمبر بنانا چاہتا ہے تو بچپن ہی سے ان کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے، وہ بچپن سے ہی معصوم اور نیک اوصاف والے ہوتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے تقریباً تمام پیغمبروں سے بکریاں، اونٹ کیوں چرِوائے؟

جواب: بکریاں چرانے سے انسان میں صبر و برداشت کا مادہ خوب پیدا ہوتا ہے، چرواہا بکریوں کے ساتھ محبت کرتا ہے، ان کو نہیں مارتا، انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتا۔

سوال: انسانوں نے پیغمبروں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ہر زمانے میں بہت سے انسانوں نے پیغمبروں کو پیغمبر ماننے سے انکار کیا، ان کو جادوگر، دیوانہ، پاگل اور مجنون کہا، مارا پیٹا اور بعض نبیوں کو قتل تک کر دیا۔

سوال: پیغمبروں کو علم اور تربیت کون دیتا ہے؟

جواب: پیغمبروں کو علم اور ان کی تربیت اللہ کرتا ہے، ان کا دنیا میں کوئی استاد نہیں ہوتا۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کو تربیت اور علم اللہ نے دیا؟

جواب: ہاں رسول اللہ ﷺ کی تربیت اور علم اللہ نے دیا، رسول اللہ ﷺ کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں تھا اور رسول اللہ ﷺ، لکھنا نہیں جانتے تھے، یہاں تک کہ آپ اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے تھے، ان کا استاد اللہ ہے۔

سوال: اگر رسول اللہ ﷺ لکھنا پڑھنا جانتے تو کیا ہوتا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ لکھنا پڑھنا جانتے تو لوگ یہ کہتے کہ قرآن کو آپ ﷺ نے اپنے عقل وفہم اور علم سے لکھا اور تیار کیا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کو لکھنے پڑھنے سے دور کر کے انسانوں کو کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کو لکھنے پڑھنے سے دور کر کے یہ تعلیم دی گئی کہ قرآن خالص اللہ کا کلام ہے، حضرت محمد ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اگر انسانوں یا جنات میں کسی کو شک ہے تو اس کلام جیسی ایک صورت ہی بنا کر بتاو۔

سوال: غیر مسلم کہتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں لوگ الگ الگ زبانیں بولتے ہیں، قرآن مجید صرف عربی زبان میں کیوں نازل کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہر قوم میں نبی اور رسول بھیجا اور جس قوم میں بھی پیغمبر بھیجے گئے انہی کی

زبان میں وحی الٰہی نازل ہوئی، چونکہ حضرت محمد ﷺ عرب میں رسول بنا کر بھیجے گئے اور اس وقت تک مختلف علاقوں میں دین بگڑی ہوئی حالت میں تھا، عرب کی زبان عربی تھی، اس لئے قرآن مجید کو عربی میں نازل کیا گیا، اور عربی زبان میں نازل کر کے ساری دنیا کے لئے وہی دین کی دعوت قرآن نے دی؛ تا کہ قیامت تک ہر ملک کے لوگ وہی دین قرآن مجید سے سیکھ سکیں، اگر دنیا کی ہر زبان میں قرآن الگ الگ نازل ہوتا تو مسجدوں اور مدارس میں اور ہدایت حاصل کرنے میں بہت فساد ہوتا، چونکہ اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں، اس لئے دنیا کا ہر انسان اس کو اپنی اپنی زبان میں ترجمہ سمجھ کر یا عربی زبان سیکھ کر تلاوت کرتا ہے۔

سوال: لوگ رسولوں کو پاگل' بیوقوف اور جھوٹے کیوں کہتے تھے؟

جواب: پیغمبروں نے جب اعلان کیا کہ وہ اللہ کی طرف سے پیغمبر مقرر کیئے گئے ہیں، ان کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ہمارے پاس وحی بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ جسم کے ساتھ زندہ کر کے انسانوں کی زندگی کے ایک ایک عمل کا حساب لے گا، اور ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کرنے والوں کو نعمتوں اور راحتوں کی جگہ یعنی جنت میں ڈالے گا، کافر و مشرک اور نافرمان و گنہگاروں کو سزائیں اور تکلیفوں کی جگہ یعنی جہنم میں ڈالے گا، ان سب اعلانات پر چونکہ ان کو یقین نہیں آتا تھا تو وہ لوگ پیغمبروں کو پاگل' بیوقوف اور جھوٹے کہتے تھے۔

سوال: لوگ پیغمبروں کو پیغمبر ماننے میں شک اور انکار کیوں کرتے تھے؟

جواب: وہ جب پیغمبروں پر ظلم و زیادتی کرتے اور مارتے تھے، تو یہ تصور کرتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہیں تو اللہ اپنے عذاب کے فرشتے فوراً کیوں نہیں ان کی مدد کے لئے بھیجتا، جبکہ ہم ان پر ظلم کر رہے ہیں۔ اگر یہ اللہ کے پیغمبر ہیں تو ہماری طرح تجارت اور ہنر کیوں کر رہے ہیں؟ بیوی بچے والے کیوں ہیں؟ غریب و مفلس کیوں ہیں؟ ان کا ساتھ غریب لوگ کیوں دیتے ہیں؟

اگر یہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں تو اللہ نے ان کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں؟ ہم مار رہے ہیں اور یہ مجبور و بے بس ہیں، کوئی عذاب نہیں آرہا ہے، ان کو شکست کیسے ہوئی؟ وہ زخمی کیوں ہوئے؟

اگر یہ پیغمبر ہیں تو دولت مند ہونا چاہئے تھا، سردارِ قوم ہونا چاہئے تھا، لوگوں کی ایک جماعت ساتھ ہونا چاہئے تھا، معاشرے پر ان کا رعب و دبدبہ ہونا چاہئے تھا، ان کے ساتھ طاقت وقوت ہونی چاہئے تھی۔

سوال: اللہ نے پیغمبروں کو سچا ثابت کرنے کے لئے ان کی مدد کس طرح کی؟

جواب: اللہ، پیغمبروں کو سچا ثابت کرنے کے لئے ان کے ذریعہ معجزات ظاہر کرتا تھا، تاکہ لوگ ان کی سچائی کو مان لیں اور ان کی دعوت کو عین فطرت کے مطابق ہونے کو سمجھا یا تھا۔

سوال: معجزات دیکھ کر لوگوں کا رویہ کیا ہوتا تھا؟

جواب: قوم کے پیشوا اپنے اپنے ماننے والوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے تھے کہ یہ جادو ہے، اور یہ جادوگر، جادو اور چمتکار بتلا رہے ہیں، معجزوں پر بھروسہ مت کرو، یہ ہمارے جیسے ہی انسان ہیں، ان کا جادو آسمان پر بھی چل رہا ہے جس کی وجہ سے چاند دو ٹکڑے نظر آرہا ہے، ان کے جادو سے لوگ ان کے دیوانے بن جاتے ہیں۔

سوال: لوگ پیغمبروں سے کس کس قسم کے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے؟

جواب: حضرت صالحؑ کی قوم نے کہا کہ پہاڑ سے گابھن اونٹنی نکال کر بتلاؤ، حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا کہ ہمارے جادوگروں سے مقابلہ کرکے جیت کر دکھاؤ، انہوں یہ بھی مطالبہ کیا ہمیں اللہ کو علانیہ دِکھاؤ، کسی قوم نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے کر آؤ، ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ مکہ کے پورے پہاڑوں کو سرسبز و شاداب بنادو، یا اپنے ساتھ ایک سونے کا محل بنا کر بتادو، یا آسمان سے ایک خط ہمارے نام لے کر آؤ، یا فرشتے کو ساتھ لاکر تصدیق کراؤ کہ تم پیغمبر ہو۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا کیا اللہ کی

اس میں کیا حکمت تھی؟

جواب: اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان لینے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو معجزے کے طور پر بغیر باپ کے صرف ماں کے ذریعہ جبکہ وہ کنواری تھیں پیدا کیا، بعد میں لوگ گمراہ ہو کر یہ تصور قائم کرنے لگے کہ یہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور پھر زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے، وہ مردہ کو زندہ کر کے بات کرتے تھے، مٹی کی چڑیا اور پرندے بنا کر پھونک مارتے تو ان میں جان آجاتی اور اُڑ جاتے، گھر میں کیا رکھا ہے، کیا کھایا ہے، سب بتلاتے تھے، کوڑھی، اندھے یا بیمار کے اوپر ہاتھ پھیرتے تو وہ بالکل اچھے ہو جاتے، ایسے جیسے کبھی وہ بیمار تھے ہی نہیں، لہٰذا یہ انسان نہیں، خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں، خدا، اوتار کی شکل میں ان کے روپ میں آیا ہے۔

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت محمد ﷺ کو ماننے سے کیوں انکار کیا؟

جواب: بنی اسرائیل میں تمام پیغمبر حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے آتے رہے، لیکن حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہوئے، بنی اسرائیل نے آپ ﷺ کے بنو اسماعیل میں پیدا ہونے کی وجہ سے ماننے سے انکار کیا۔

سوال: کیا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی نشانیاں موجود تھیں اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کس علاقے میں پیدا کئے جائیں گے، رسول ﷺ کو اپنے بچوں سے زیادہ پہچانتے تھے اور اپنی کتابوں سے حق اور سچائی کو جانتے اور سمجھتے تھے، اس کے باوجود جان بوجھ کر مخالفت کی انہوں نے آپ ﷺ کو نہ مانا۔

سوال: بنی اسرائیل کے رسول اللہ ﷺ کو نہ ماننے کی اصل وجہ کیا تھی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ اُمّی قوم عرب بنو اسماعیل میں بھیجے گئے تھے، اس پر ان کو رسول ﷺ سے بغض وعداوت اور حسد وجلن پیدا ہو گئی تھی، اسی وجہ سے وہ حق ماننے کو تیار نہیں ہوئے، تعصب وحسد کی وجہ سے انسان حق کو حق جان کر بھی نہیں مانتا، محض

بنو اسماعیل میں پیدا ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کو ماننے سے انکار کر دیا۔

سوال: **بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو زندہ مانتے ہیں اور بعض لوگ میت؟**

جواب: رسول اللہ ﷺ اپنی دنیا کی زندگی مکمل کر کے دنیا سے انتقال فرما گئے، ہاں آپ ﷺ کے ارشادات و اعمال اور آثار کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے، اس لئے آپ ﷺ قیامت تک کے انسانوں کے لئے آخری نبی ہیں اور آپ ہی کی نبوت دنیا میں آپ نہ رہنے کے باوجود قیامت تک جاری رہے گی، آپ ﷺ کا ۱۲/ربیع الاول کو انتقال ہوا، آپ ﷺ کی قبر اطہر مسجد نبوی میں ہے، آپ ﷺ اللہ کے پاس برزخ میں زندہ ہیں، آپ ﷺ کو امت کے حالات بتلائے جاتے ہیں، آپ ﷺ کا جسم اطہر قبر میں محفوظ ہے، اس کو زمین نہیں کھا سکتی، آپ ﷺ پر درود و سلام دنیا کے کونے کونے سے فرشتے برزخ میں پہنچاتے ہیں، قبر اطہر کے پاس سلام کرنے سے اللہ آپ ﷺ کو امتیوں کا سلام سناتا ہے، آپ ﷺ دنیا سے باقاعدہ انتقال کر گئے ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے قیامت تک آپ ﷺ کے ارشادات سے قرآن مجید سمجھا اور سمجھایا جائے گا، جب بھی کوئی آپ ﷺ کی زندگی کے حالات اور ارشادات پڑھے گا اور سنے گا تو سمجھے گا کہ ہم ہمارے ہی زمانے کی زندہ شخصیت کے حالات سن رہے ہیں۔

سوال: **کیا آپ ﷺ کی قبر کے پاس جا کر یا اپنے ملک میں بیٹھ کر آپ ﷺ سے دعاء مانگی جا سکتی ہے؟**

جواب: آپ ﷺ سے کہیں پر بھی رہ کر دعاء نہیں مانگی جا سکتی، دعاء صرف اللہ سے مانگنی ہوگی، مخلوق سے مانگنا شرک ہے۔

سوال: **کیا ہر جگہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارا جا سکتا ہے؟**

جواب: ہر جگہ صرف اللہ کو یا اللہ کہہ کر پکارا جا سکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کو نہیں پکارا جا سکتا، سوائے اللہ کے کوئی دوسرا ہر جگہ موجود نہیں رہ سکتا ہے، نہ سن سکتا ہے۔

سوال: **بعض لوگ مختلف مساجد میں فرض نماز ادا کرنے کے بعد مدینہ کی طرف**

رخ کر کے صلوٰۃ النبی پڑھتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: یہ شرک ہے، سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کی جا سکتی، رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زندگی میں لوگوں کو سجدۂ تعظیم کرنے کی اجازت مانگنے پر منع کر دیا تھا۔

صلوٰۃ النبی پڑھنا شرک اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بغاوت ہے، اللہ جیسا یا اللہ کے برابر کوئی نہیں، ایاک نعبد و ایاک نستعین کہہ کر یہ عمل کرنا شرک ہے۔

سوال: بعض غیر مسلم لوگ کہتے ہیں کہ اسلام محمد (ﷺ) نے بنایا ہے، لہٰذا وہ اسلام کو محمد اِزم Mohamedism کہتے ہیں۔

جواب: اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا ہے، اس لئے یہ محمد اِزم نہیں ہے، نہ رسول اللہ ﷺ کا بنایا ہوا دین ہے، رسول اللہ ﷺ نبوت ملنے سے پہلے دن تک نہیں جانتے تھے کہ انہیں آخری پیغمبر بنایا جانے والا ہے اور آخری وحی قرآن مجید عطا کی جانے والی ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران:۱۹)

سوال: رسول اللہ ﷺ جو شریعت لائے ہیں' کیا وہ رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہے یا اللہ تعالیٰ نے بنائی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ جو شریعت لائے ہیں اُسے اللہ نے بنایا اور نازل کیا، رسول ﷺ اللہ کے حکم کے بغیر اس شریعت میں سے کسی چیز کو نہ حرام کر سکتے ہیں' نہ تبدیل کر سکتے ہیں۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کس چیز کو حرام کیا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ شہد نہ کھانے کا عہد کر لیا تھا، اس پر اللہ نے منع کیا اور اپنی مرضی سے اللہ کی حلال چیزوں کو حرام کرنے سے منع کر دیا۔

سوال: اس واقعہ سے امت کو کیا سبق دیا گیا؟

جواب: اس واقعہ سے امت کو یہ سبق دیا گیا کہ حلال و حرام میں سے اپنی مرضی سے نہ حلال کیا جا سکتا ہے اور نہ حرام کیا جا سکتا ہے؛ جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہو۔ اس سے شریعت محفوظ ہو گئی، اس کے برعکس بنی اسرائیل کے علماء نے اپنے اوپر بہت

ساری حلال چیزوں کو حرام اور حرام چیزوں کو حلال کرلیا، اور شریعت کی شکل ہی بدل دی، جیسے سود، شراب، سوّر، طلاق شدہ عورت کا دوبارہ نکاح وغیرہ۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے دن عید منانا چاہیئے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے دن کو عید کا دن بنانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اس لئے کہ اسلامی شریعت میں صرف دو عیدین ہی رکھی گئی ہیں، ایک رمضان المبارک کے اختتام پر عید الفطر اور دوسری ۱۰ر ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ۔

آپ ﷺ کس تاریخ کو پیدا ہوئے؟ اس میں اختلاف ہے، لوگ جانتے بھی نہ تھے کہ یہ آخری پیغمبر ہیں۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے دوسرے پیغمبروں کو کمتر بتلانا درست ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے پیغمبروں کا تقابل کرنے سے منع فرمایا اور ہم حضور ﷺ کے امتی ہو کر کسی کو کمتر یا چھوٹا نہیں کہہ سکتے، ہاں رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا سردار اور امام بنایا ہے۔

سوال: کیا کوئی بھی اچھا عمل نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اپنے نفس کی خواہش پر کریں اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ ہو تو وہ قبول ہوتا ہے؟

جواب: ہر وہ عمل جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نہ کیا جائے وہ اللہ کے پاس مردود ہو جاتا ہے، بدعت کہلاتا ہے، اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتا، اسلام کی شکل بدل جاتی ہے، بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ پر ان الفاظ کے ساتھ سلام بھیجیں، الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ ﷺ. اللہ کی رحمت و سلامتی ہو رسول اللہ ﷺ پر۔

سوال: منافق کی کیا صفات ہوتی ہیں؟

جواب: منافق جب جھگڑتا ہے تو گالی دیتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، اس میں دین کی سمجھ اور اسلامی اخلاق نہیں ہوتے، مسلمانوں جیسے کام کر کے احساس دلاتا ہے کہ وہ مسلمان ہے، مگر غیروں کا مُخبر بنا رہتا ہے۔

سوال: فاسق اور فاجر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں، لیکن اسلام کے کچھ حصوں کی جان بوجھ کر نافرمانی کرتے ہیں وہ فاسق اور فاجر کہلاتے ہیں، وہ نماز نہیں پڑھتے۔

سوال: اہلِ کتاب اور مسلمانوں میں کتنے قسم کا ایمان چل رہا ہے؟

جواب: دنیا میں اب دو قسم کا ایمان ہے، ایک صحابہ کرامؓ جیسا، دوسرا اہل کتاب جیسا، نجات صرف صحابہؓ جیسے ایمان پر ہوگی، وہی خالص ایمان ہے، اس کے علاوہ مسلمانوں میں صحیح ایمان نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے عقائد میں بگاڑ آچکا ہے۔

سوال: کیا قرآن وحدیث میں کوئی بات یا نئے مسائل کھلے طور پر نہ ملے تو اماموں کی اتباع نہیں کی جاسکتی؟

جواب: جو بات یا نئے مسائل یا اختلافی مسائل کھلے طور پر قرآن وحدیث میں نہ ملیں تو کسی ایک امام کے فتویٰ پر عمل کرنا صحیح ہے۔

سوال: کیا امام کے مسائل پر عمل کرنا پیغمبر کی اتباع ہے؟

جواب: نہیں! بلکہ مفتی کی حیثیت سے امام کے مسئلہ کو مان کر عمل کرنا ہے، اگر درست ہے تو حدیث کی روشنی میں دو ثواب اور غلط ہے تو ایک ثواب ملے گا۔

سوال: امام یا مفتی کو ماننے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ☆ امام کو پیغمبر کا مقام نہ دیں، ورنہ ایمان ختم ہوجاتا ہے۔ ☆ امام کو پیغمبر کی طرح معصوم نہ سمجھیں۔ ☆ امام سے بھی غلطی ہوسکتی ہے یہ تصور رکھیں۔ ☆ امام کی اتباع نہ کریں تو گنہگار ہونے کا تصور نہ رکھیں، جس طرح حضور ﷺ کی اتباع نہ کریں تو انسان گنہگار ہوجاتا ہے۔ ☆ امام کو شریعت کا بنانے والا نہ سمجھیں۔ ☆ امام کو حرام و

حلال کرنے والا سمجھنا' شرک ہے۔☆امام کو شریعت بنانے والا سمجھنا شرک ہے۔
☆امام قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد سے مسائل بتانے والا ہو تو اتباع کریں، تا کہ قرآن وسنت کی صحیح مراد معلوم ہو۔

سوال: **کیا مسالک پر چلنے ہی میں کامیابی کا تصور رکھنا صحیح ہے؟**

جواب: جس انسان کے پاس قرآن وحدیث کا مکمل اور صحیح علم ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی امام ہی کی تقلید کرے، قرآن کہتا ہے کہ علم نہیں ہے تو جاننے والے سے پوچھ کر عمل کرے۔(النحل:۴۳)

سوال: **تقلید کیا ہے؟**

جواب: قرطبی میں ہے کہ جس کو احکام شریعت معلوم نہ ہوں اس پر عالم کی تقلید واجب ہے، جس طرح پیغمبر کی اطاعت حق کی اطاعت ہے، اسی طرح ائمہ' مجتہدین اور فقہاء کی اطاعت حق ہے، اس کے لئے تقلید کرنا ضروری ہے، ورنہ گمراہ ہو جائے گا۔

سوال: **تقلید کب کی جائے؟**

جواب: ہر وہ حکم جو قرآن وحدیث میں کھلے طور پر نہ ملے ان میں احکام معلوم کر کے تقلید کی جاسکتی ہے، زمانہ کے لحاظ سے نئے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں جاننا ہوگا۔

سوال: **کیا ایک ساتھ چار اماموں کی یا مختلف اماموں کی یا مختلف مسائل میں مختلف ائمہ کی تقلید کی جاسکتی ہے؟**

جواب: دین پر اپنے نفس کی خواہش کے مطابق چلنا' قطعاً حرام ہے، ایک مسئلہ میں ایک امام کی' دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی سہولت ڈھونڈ کر اطاعت کرنا گمراہی پیدا کرتا ہے، یہ دین کی نہیں' نفس کی پیروی ہوگی، قرآن مجید کی سات لہجوں میں تلاوت کی جاتی تھی، ہر شہر اور علاقے میں لہجے الگ الگ ہونے لگے، اس سے اختلافات اور فساد برپا ہونے لگا، تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سات کے بجائے ایک ہی لہجہ اور ایک ہی تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور چھ کو ختم کر دیا،

حالانکہ قرآن سات لہجوں کے ساتھ اُترا تھا، اسی طرح ایک مسئلہ میں ایک امام کے دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کے فتویٰ پر عمل کرنے سے دین نفسانی خواہشات کے حوالے ہوجاتا ہے، مثلاً کسی امام کے پاس خون نکلنے سے وضوٹوٹتا ہے، کسی کے پاس نہیں ٹوٹتا، یا کسی کے پاس آمین بلند آواز سے بولنا اور کسی کے پاس آہستہ بولنا' دونوں پر احادیث موجود ہیں، کسی کے پاس دعائے قنوت یا قنوتِ نازلہ عشاء میں اور کسی کے پاس فجر میں پڑھنے کا حکم ہے، ایسی صورت میں کسی ایک امام کی اتباع سے دین کی شکل برقرار رہتی ہے، کسی کے پاس رفع یدین ہے، کسی کے پاس نہیں ہے، اس لئے ایک ہی امام کی اتباع کریں۔

سوال: کیا امام کو ماننا پیغمبر کو ماننے کے برابر ہے؟

جواب: امام کو امام اور مکبّر کی حیثیت سے مانا جائے، پیغمبر کی حیثیت سے نہیں مانا جائے گا، اگر امام کو پیغمبر سمجھ کر پیغمبر کی طرح مانیں تو ایمان باقی نہیں رہتا۔

سوال: کیا مرد اور عورت کے نماز کے طریقے میں کچھ فرق ہے؟ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ نماز اسی طرح پڑھو جس طرح پیغمبر نے پڑھی ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ جماعت کی نماز میں صف سے آگے امام بن کر ٹھہرتے، عورت جماعت کی نماز صف میں ٹھہر کر امامت کرے۔

عورت ننگے سر نہیں پڑھ سکتی، رسول اللہ ﷺ طواف کے وقت ننگے سر رہتے۔

عورت مردوں کی طرح آمین بلند آواز سے نہیں بول سکتی۔

امام غلطی کرے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرسکتا ہے، لیکن عورت سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی، بلکہ تالی بجا کر توجہ دلا سکتی ہے۔

عورت کا پورا جسم ستر ہے، مرد کا پورا جسم ستر نہیں۔

عورت کی جسمانیت کے لحاظ سے اس کو رکوع' سجدہ اور قاعدہ میں جسم کو زیادہ قریب سمیٹ کر رکھنا ہوگا اور اپنی قاعدہ میں کمر کے بل بیٹھنا ہوگا۔

عورت کو فرض نماز گھر کے اندرونی کمرے میں پڑھنا افضل ہے۔

عورت کے لئے جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں ہے۔

سوال: تقلید کس کے لئے لازم ہے؟

جواب: جو لوگ عربی زبان سے واقف نہیں یا نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں یا قرآن و حدیث کا مکمل علم نہیں رکھتے' ان کے لئے قرآن نے کہا کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے پوچھ کر عمل کرے۔

سوال: کیا امت تقلید کے مسئلہ میں گمراہ ہو چکی ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساری کی ساری امت کسی ایک مسئلہ میں گمراہی پر نہیں رہ سکتی، اس لئے چودہ سو سالوں سے امت قرآن وحدیث کے کھلے احکام نہ معلوم ہوں تو تقلید پر اتفاق کرتی ہے۔

سوال: کیا رسول ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے مومن کی تقلید کی جاسکتی ہے؟

جواب: ہاں! قرآن نے تاکید کی ہے کہ اللہ اور رسول کے علاوہ اولوا الامر کی بھی اطاعت کرو، مسلمان والدین کی اور جاننے والے اہل علم کی اطاعت کرو۔

سوال: کیا کسی امام کی اتباع کرنا شرک ہے؟

جواب: جب امام کو پیغمبر کا درجہ نہیں دیا جاتا، نہ پیغمبر مانا جاتا ہے، نہ امام کی نافرمانی کو گناہ نہیں سمجھا جاتا ہے، تو یہ شرک کیسے ہوا۔

سوال: کیا انسان اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے بغیر اچھے کام کرنے' گناہ سے دور رہنے کے باوجود کامیاب نہیں ہوسکتا؟

جواب: ہاں! انسان اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے بغیر اچھے کام کرنے کے باوجود کامیاب نہیں ہوسکتا، بغیر ایمان کے اس کے اچھے کام اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتے، مردود کر دئے جاتے ہیں، اس کی مثال مردہ بکری جیسی ہے، حضور ﷺ کے زمانہ میں منافقین دل سے ایمان نہیں رکھتے تھے، دکھاوے کے لئے زبان سے کلمہ کا اقرار

کر کے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی ادا کرتے تھے، بدنامی کے خوف سے جہاد میں شریک بھی ہوتے تھے، ان کے سارے نیک اعمال قبول نہیں ہوئے، ان کے لئے مغفرت کی دعاء مانگنے سے منع کردیا گیا، ان کا ٹھکانہ جہنم میں سب سے نیچے رکھا گیا، حضرت ابوطالب، رسول اللہ ﷺ سے بھائی کا بیٹا اور خاندان کے فرد کی حیثیت سے بہت محبت کرتے تھے، اور اپنی موت تک آپ ﷺ کی حمایت وحفاظت کرتے رہے، مگر رسول اللہ ﷺ کے کہنے کے باوجود ایمان قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ حدیث میں ہے کہ جہنم میں ابوطالب کو سب سے کم درجہ کا عذاب دیا جائے گا، گندھک کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ نصاریٰ بھی بہت سارے فلاحی کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں، جو ضائع کردئے جائیں گے۔

سوال: دوسری قومیں، بعض رسولوں کا انکار کرتی ہیں، انہیں کیسے سمجھائیں؟

جواب: جس طرح مختلف باغوں میں گلاب کے پودوں سے کئی رنگ کے گلاب سرخ، سفید، کالے، لال، پیلے گلاب کے پھول نکلتے ہیں، اگر کوئی کہے کہ میں صرف اپنے باغ میں ہونے والے سفید گلاب کو ہی گلاب مانوں گا، دوسرے رنگ کے گلاب کو گلاب نہیں مانوں گا، تو یہ بیوقوفی اور جہالت ہوگی، دوسرے باغوں کے گلاب کے پھول کسی بھی باغ میں، کسی بھی رنگ کے ہوں انہیں بھی گلاب ماننا عقلمندی ہے، یہ فطرتِ انسانی بھی ہے، جس طرح گلاب کا پودا ایک ہی خاندان کا ہونے کے باوجود اس کے پھول مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، انسان اس کو دنیا کے کونے کونے میں پہچان لیتا ہے، اسی طرح تمام پیغمبر اللہ کی طرف سے دنیا میں آئے، اگر کوئی کہے کہ میں صرف اپنی قوم کے پیغمبر کو ہی پیغمبر مانوں گا، دوسری قوموں میں آنے والے پیغمبر کو نہیں مانوں گا، تو یہ بھی بیوقوفی وجہالت کی بات ہے، اس لئے کہ وہ ایک ہی ہار کے ہیرے موتی ہیں، جوہری ہر ہیرے کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے، اسے عام پتھر نہیں کہتا۔

☆☆☆☆☆

ایمان بالاٰخرۃ۔آخرت پر ایمان

سوال: آخرت کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انسان اور جنات کے لئے امتحان وآزمائش کی جگہ بنایا اور دنیا میں مختصر مدت کی زندگی اچھے اور برے اعمال کرنے کی آزادی واختیار کے ساتھ دی، پھر موت کے بعد انسانوں کو دوبارہ جسم کے ساتھ زندہ کر کے دنیا کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب لیا جائے گا، کامیاب انسانوں کو جنت ملے گی، اور ناکام انسانوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اسی کو آخرت کہتے ہیں۔

سوال: دنیوی زندگی میں کامیابی کے لئے کونسا عقیدہ مضبوط رکھنا ہوگا؟

جواب: ایمانیات میں اللہ پر ایمان کے ساتھ رسالت اور کتابِ الٰہی پر عمل کرنے کے لئے عقیدۂ آخرت پر یقین مضبوط رکھنا ضروری ہے؛ ورنہ انسان اگر عقیدۂ آخرت پر کمزور ایمان رکھے یا آخرت کا انکار کردے تو اس کی دنیا کی زندگی ناکامی کے راستے پر چلتی ہے، چاہے وہ اللہ کو مانے، آخرت کی تیاری نہیں کرسکتا۔

سوال: کیا دنیا میں مسلمان کے علاوہ دوسری قومیں آخرت کو مانتی ہیں؟

جواب: ہاں! دنیا کی دوسری قومیں یہود ونصاریٰ اور ہنود بھی آخرت کو مانتی ہیں، لیکن غلط تصورات کے ساتھ مانتی ہیں، ان کے پاس قرآن کی تعلیم کے مطابق عقیدۂ آخرت نہیں مانا جاتا، غلط تصورات کی وجہ سے وہ آخرت کی محنت نہیں کرتے۔

سوال: دوسری قومیں عقیدۂ آخرت کو کس طرح مانتی ہیں؟

جواب: کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم بزرگوں اور ولیوں کی اولاد ہیں، اگر ہم دوزخ میں گئے بھی تو کچھ دیر کے لئے، پھر ہمارے بزرگ اللہ سے سفارش کر کے ہمیں چھڑالیں گے۔

کسی کے پاس یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مان لیں تو ہم آخرت میں کامیاب ہوجائیں گے، چاہے کتنے ہی گناہ کئے ہوں۔
کسی کے پاس مرنے کے بعد بار بار کسی جانور یا درخت کی شکل میں پیدا ہونے اور گناہوں سے معافی ملنے کا عقیدہ ہے، جبکہ جانور، درخت نیکی ہی نہیں کرسکتے۔
کسی کے پاس گناہوں سے پاک ہونے کے بعد خدا میں ضم (مل جانے) ہوجانے کا عقیدہ ہے۔

سوال: کچھ لوگ آخرت کو مانتے ہی نہیں۔ کیوں؟

جواب: وہ اپنی آنکھوں سے انسان کو مرتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد انسان کے فناء ہوجانے کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ انسان دفن کرنے یا جلا دینے سے مٹی اور راکھ بن جاتا ہے، اس لئے دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا، فنا ہوجانے کے بعد پھر جسم کے ساتھ زندہ نہیں ہوسکتا، وہ بظاہر نظر آنے والے حالات سے آخرت کو نہیں مانتے۔

سوال: ان کا آخرت پر یہ انکار کس بنیاد پر ہوتا ہے؟

جواب: وہ حواسِ خمسہ سے جسم کے برباد ہونے کو آنکھوں سے دیکھ کر، عقل پر بھروسہ کرتے ہیں، پیغمبر کی لائی ہوئی وحی کا انکار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہونا ایک غلط قسم کا خیال ہے، یہ انسان کا وہم وگمان ہے، ان کی روح پر نظر نہیں ہوتی۔

سوال: اسلامی عقیدۂ آخرت کا ماننا یا انکار کرنا اللہ کی کونسی صفت کا اقرار یا انکار ہے؟

جواب: عقیدۂ آخرت کا انکار کرنا اللہ کی صفت عدل کا انکار ہے کہ اللہ دوبارہ زندہ کرکے حساب نہیں لے سکتا، گویا وہ دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز، مجبور ہے، اور عقیدۂ آخرت کو ماننا اللہ کی صفت عدل کو ماننا ہے کہ اللہ ضرور انسان کو دوبارہ زندہ کرکے ان کی زندگی کا حساب لے گا۔

سوال: قرآن میں اللہ نے انسان کو دوبارہ زندہ کرنے کی کونسی مثال دی؟

جواب: قرآن میں اللہ نے انسان کو سمجھایا کہ اللہ زمین کو گرما میں بار بار مردہ کرتا ہے، پھر بارش کے پانی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے اور پودے' درخت اور لہلہاتے کھیت اُگاتا ہے، مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے، اتنی بڑی کائنات کو بنانے میں وہ عاجز' مجبور و محتاج نہیں تھا تو انسان کو دوبارہ پیدا کرنے میں وہ کیسے عاجز و مجبور ہوگا۔

سوال: قرآن نے انسان کو آخرت کے تعلق سے کیا تاکید کی ہے؟

جواب: قرآن نے آخرت کے تعلق سے یہ تاکید کی کہ نہ صرف اُسے زبان سے مان لیا جائے بلکہ دل کے یقین کے ساتھ مان کر عمل سے آخرت کی تیاری کا ثبوت دیں۔

سوال: جو لوگ خاص طور پر غیر مسلم قومیں آخرت کو زبان سے مانتی ہیں مگر آخرت سے غافل کیوں نظر آتی ہیں؟

جواب: وہ صرف اپنے پیشوا اور کتابی علم سے آخرت کو علم الیقین کے طور پر مان لیتے ہیں، مگر حق الیقین کی کیفیت سے محروم ہوتے ہیں، اس لئے آخرت کی تیاری نہیں کرتے۔

سوال: دنیا کی زندگی کی سدھار کا پورا دارومدار ایمان کے کس عقیدہ پر ہے؟

جواب: انسان کی دنیوی زندگی کی سدھار کا پورا دارومدار عقیدۂ آخرت پر یقین میں ہے۔

سوال: اس کو مثال سے کیسے سمجھیں؟

جواب: دنیا کی زندگی میں انسان کو سفر کے دوران پولیس اور ایرپورٹ پر چیکنگ کا ڈر اور احساس رہتا ہے، تو وہ سفر سے پہلے ہی قانون کی پابندی کے ساتھ سفر کرتا ہے۔

انسان کو پولیس یا سی آئی ڈی کے دیکھنے کا احساس ہو تو وہ چوری نہیں کرتا، اسی طرح انسانوں کے ساتھ کراماً کاتبین فرشتوں کا احساس زندہ رہے تو انسان اللہ کی نافرمانی سے گھبراتا ہے، بے ایمانی' دھوکہ اور جھوٹ سے دور رہتا ہے، شرکیہ عقائد واعمال سے بچتا ہے، سفر میں چیک پوسٹ ہو تو احتیاط سے سفر کرتا ہے۔

سوال: انسان دنیا میں رہ کر آخرت کا ادارک اور پہچان کیوں نہیں کر سکتا؟

جواب: انسان کی عقل محدود ہے، وہ زیادہ تر نظر آنے والی چیزوں ہی کا یقین کر سکتا ہے،

اگر پچھلے زمانوں میں دنیا کا کوئی سائنس دان یہ کہہ دیتا کہ میں ایک ہوائی جہاز یا ہیلی کاپٹر بناؤں گا، یا ایک آلہ بناؤں گا جس میں گھر میں ہی بیٹھ کر دنیا کے کونے کونے کو دیکھ سکوں گا، یا ہوائی جہاز میں چار، پانچ سو انسان چند گھنٹوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کر کے پہنچ سکیں گے، تو لوگ اس وقت اس کی بات کا یقین نہیں کرتے اور اُسے پاگل و بیوقوف سمجھتے، اسی طرح انسان پیغمبر کی لائی ہوئی وحی پر یقین نہ کر کے وحی کی بات کو نہیں مانتا، جھوٹ سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں بہت سارے ایمان رکھنے والے آخرت پر پختہ یقین سے محروم رہے اور غیر مسلم آخرت کو صرف زبان کی حد تک مانے لیکن دل سے یقین نہ کر سکے۔

سوال: انسان پیغمبروں کی دعوت اور ان کی تعلیمات پر آخرت کا یقین نہ کر کے آخرت کا انکار کیوں کرتا ہے؟

جواب: اسی طرح پیغمبر دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی کا علم دیتے ہیں، اور دوبارہ زندہ ہونے کی تعلیم دیتے ہیں اور جنت و جہنم کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں، تو جس طرح آج سے دو چار سو سال پہلے انسان سائنس دان کی پیشگی اطلاعات پر یقین نہیں کرتا تھا، ویسے ہی پیغمبر کی آئندہ کی خبروں اور تعلیمات پر بھروسہ نہیں کرتا، جھٹلاتا ہے، مگر آخرت میں دوبارہ زندہ ہو کر پچھتائے گا۔

سوال: سائنس کی ترقی کے بعد سائنس دانوں پر اعتماد کر کے بہت ساری آئندہ ہونے والی باتوں پر اب کیوں یقین کر رہا ہے؟

جواب: سائنس دان اگر آئندہ کوئی چیز بنانے کا اعلان کریں یا ماہر موسمیات طوفان کے آنے یا زلزلوں کے آنے یا بارش ہونے یا کم یا زیادہ ہونے کی اطلاع دیں تو انسان ان خبروں پر بھروسہ کر کے دو چار دن پہلے ہی سے احتیاط کرتا ہے یا اس جگہ سے منتقل ہو جاتا ہے، اس لئے کہ وہ سائنس اور ماہرین کی بہت سی باتوں کو ہوتا ہوا دیکھتا رہتا ہے اور ان پر یقین کرتا ہے، ڈاکٹر کی بہت ساری احتیاط والی باتوں

پر عمل کرتا ہے، مگر پیغمبر کی آئندہ کی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔

سوال: آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لئے پیغمبر کی لائی ہوئی تعلیمات پر عقل و فہم سے غور کیوں نہیں کرتا؟ جبکہ دنیا کی زندگی میں زندگی کو بچانے کے لئے جسم کی بہت زیادہ احتیاط و حفاظت کرتا ہے۔

جواب: دنیا کی زندگی میں جسم کی حفاظت کے لئے عقل و فہم کو مکمل استعمال کرتا ہے، مگر آخرت کی زندگی کو بچانے کے لئے عقل کا استعمال پوری طرح نہیں کرتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت اس کے سامنے نہیں ہے، نہ وہاں کے حالات مثالوں سے اُسے سمجھائے جاتے ہیں، اور وہ دن رات آخرت کے حالات اور نمونوں میں زندگی گذارنے کے باوجود ان پر غور نہیں کرتا۔

سوال: اللہ نے دنیا میں آخرت کے حالات اور نمونوں کی کیا کیا مثالیں رکھی ہیں؟

جواب: جس طرح دنیا میں دُکان پر دال، چاول، شکر اور گھی وغیرہ کے نمونے چھوٹی چھوٹی ڈبیوں میں نمائش اور بتلانے کے لئے رکھے ہوتے ہیں، مگر اصل کوٹہ اور اسٹاک گودام میں ہوتا ہے، ویسے ہی اللہ نے انسان کو آخرت سمجھانے، دنیا میں آخرت کے نمونے ضرورت پوری کرنے اور مثال بتانے کے لئے رکھا ہے، عقلمند انسان وحی کی روشنی میں ان نمونوں اور مثالوں سے آخرت کا اندازہ لگالیتا ہے، انسان کی سدھار کرنے والے ان پر غور نہیں کرواتے، نہ جنت و دوزخ کے نمونوں کی مثالیں دنیا میں بتلاتے ہیں، اسی وجہ سے اکثر انسان آخرت پر یقین بہت کمزور رکھتے ہیں۔

انسان اگر غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ انسان کو دنیا میں مزے دار غذائیں ملتی ہیں، بدمزہ، کڑوی اور بدبودار سڑھی ہوئی غذائیں بھی ملتی ہیں، یہ نمونہ ہے جنت اور دوزخ کی غذاؤں کا۔

دنیا میں ٹھنڈا، دلوں کو سکون دینے والا پانی ملتا ہے، اور حلق اور جسم کو جلا دینے والا گرم پانی بھی ملتا ہے، یہ مثال ہے جنت اور دوزخ کے پانی کی۔

انسان کو بھوک لگتی ہے، غذاء نہ ملے تو تکلیف سے چیختا چلاّ تا ہے اور کمزور ہو کر گر جاتا ہے، غذاء ملنے کے بعد آرام سے رہتا ہے، صحت مند ہو جاتا ہے، یہ مثال اور نمونہ ہے جنت ودوزخ کا۔

دنیا میں اللہ نے اُجالا رکھا، فجر کی نماز کے بعد کا موسم رکھا، چلچلاتی دھوپ' گرمی اور اندھیرا رکھا، سرد موسم رکھا، گرم موسم رکھا، بارش کا موسم رکھا، ٹھنڈی ہوا سے سکون حاصل کرنے کے لئے درختوں کی تازی ہوائیں رکھیں، گرم ہوا آگ کی تپش اور آگ رکھا، آگ کی جلن رکھی، دنیا کی آگ کے مقابلہ آخرت کی آگ 69% درجہ زیادہ تیز اور گرم رکھا، پھوڑا پھنسی کی تکلیف رکھی، بدبودار گیاس اور خوشبو رکھا، خاطر تواضع اور مہمان نوازی رکھی، عمدہ سواریاں رکھیں، عمدہ مکانات' بنگلے' کوٹھیاں اور محلات رکھے، سونا چاندی رکھا، کانٹے دار درخت رکھے، خوشبودار' مزیدار پھل پھول رکھے، بدمزہ پھیکے اور کڑے پھل پھول بھی رکھے، سانپ بچھو رکھا، پہاڑوں سے نکلنے والی آگ لاوا بھی رکھا، خوشنمائی کے لئے عمدہ اور خوبصورت پرندے اور جانور رکھے، پرندوں کی غذائیں، مختلف اقسام کے جانور کا گوشت' دودھ' شہد' گھی وغیرہ رکھے، لباس رکھا، پانی کے چشمے اور باغات رکھے، نہریں رکھیں، کھولتا ہوا تیل رکھا، بدبودار خون اور پیپ رکھا، دنیا کی آگ کو لال بنایا اور آخرت کی آگ کو کالا بنایا، جسم کو گناہوں کے حساب سے خوب موٹا سوجا ہوا تکلیف دہ بنانے کا طریقہ رکھا، موت کے ساتھ حیات رکھا، غم اور پریشانی، سکون وراحت رکھا، تکالیف' غم' مصیبت اور آرام رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کے لئے آخرت پر یقین بڑھانے کے لئے یہ سب نمونے دنیا میں رکھے ہیں، جس سے انسان اپنی زندگی کے کاروبار کرتا ہے اور عبرت و نصیحت بھی حاصل کرسکتا ہے، آخرت کا یقین پیدا کرسکتا ہے۔

سوال: انسان کو آخرت پر یقین پیدا کرنے کے لئے کس چیز کو ہمیشہ ذہن میں

تازہ رکھنا چاہئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزیں عطا فرمائی ہیں، ایک جسم اور دوسرے روح، انسان ہمیشہ یہ بات یادر کھے کہ موت کے ساتھ ہی جسم فناء ہوجاتا ہے، مگر روح باقی رہتی ہے، کوئی جسم کو پکڑ کر جلاسکتا ہے یا دفن کرسکتا ہے، مگر روح کو نہ کوئی پکڑ سکتا ہے اور نہ جلاسکتا ہے۔

سوال یہ ہے آخر روح انسان کے جسم سے نکل کر کہاں جارہی ہے؟ اس کو کون پکڑ کر لے جارہا ہے؟ جسم کا نام انسان نہیں ہے بلکہ روح سے ہے، دس انسان مرجائیں تو لوگ یہ نہیں کہتے کہ یہ فلاں فلاں ہے؛ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کا جسم یا نعش یا میت ہے، یہ فلاں کی ڈیڈ باڈی ہے، جسم سے روح نکل کر عالم برزخ میں چلی جاتی ہے، یہ علم صرف پیغمبر کی تعلیمات پر یقین کرنے سے ملتا ہے، اس لئے وحی اور پیغمبر کی ہدایات وتعلیمات پر یقین کرنا ہوگا۔

سوال: انسان کو دنیا میں کس چیز کی حفاظت کرنی چاہئے؟

جواب: عقلمند انسان سمجھتا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز روح ہے' جسم نہیں، اس لئے وہ روح کی حفاظت کی فکر میں رہتا ہے، بیوقوف اور نادان انسان' روح کو چھوڑ کر جسم کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

سوال: انسان' روح کی حفاظت کیسے کرے؟

جواب: اللہ تعالیٰ انسان کو جسم اس لئے دیتا ہے کہ اس کی روح کو عمل کرنے کا پورا موقع ملے، ہاتھ' پیر' شرمگاہ' نفس اور ضمیر سب دئے جاتے ہیں، ان اعضاء کی مدد سے وہ روح کے جسم میں رہنے تک جسم کو اللہ کی مرضیات پر چلائے، اللہ کی عبدیت و بندگی میں استعمال کرے، تو روح دنیا کی زندگی رہنے تک تندرست وصحت مند رہتی ہے، ورنہ باغی اور بیمار ہوجاتی ہے۔

سوال: جسم اور روح بیمار کب ہوجاتے ہیں؟

جواب: اگر انسان اللہ کے دئے ہوئے اعضاء سے اللہ کا انکار کرے، ایمان قبول نہ کرے، اوراعضاء کو اللہ کی عبدیت و بندگی میں نہ لگا کر نافرمانی کرے، اس کے احکام پر عمل نہ کرے اور منکرات سے نہ بچے' تو روح اور جسم دونوں بیمار' مردہ اور باغی بن جاتے ہیں، شیطان کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں، اور دنیا سے ناکام زندگی گذار کر جاتے ہیں اور آخرت میں بھی ناکام ہوجاتے ہیں۔

سوال: روح کی غذاء کیا ہے؟ روح کو تندرست رکھنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

جواب: روح ہمیشہ اللہ کا دیدار چاہتی ہے، اللہ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے، اللہ سے بات کرنا چاہتی ہے، اللہ کا ادب و تعظیم کرنا چاہتی ہے، اللہ کے لئے تڑپتی ہے، اللہ کا ذکر' اللہ کی بڑائی و تعریف اور اللہ کی عبادت و بندگی اس کی غذاء ہے، وہ گناہوں سے گھبراتی ہے، گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرکے پاک ہوجاتی ہے۔

سوال: انسان کو آخرت میں جواب دہی کا احساس کیسے دلایا جائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم ہے، اس نے دنیا میں جتنی مخلوقات کو پیدا کیا ہے، اور جو جو چیزیں رکھی ہیں ان کو اپنی خاص حکمت و مصلحت کے تحت ایک خاص مدت تک حیات اور قیام عطا کیا ہے، اللہ نے دنیا کی ہر چیز میں اثر رکھا ہے، کسی چیز کا اثر قیامت تک انسانوں میں پھیلا دیتا ہے اور کسی کا اثر دنیا میں ظاہر نہ کرکے آخرت میں جنت یا جہنم میں ظاہر کرے گا، اگر انسان دنیا میں کوئی بھی عمل کرکے یہ سمجھے کہ یہ ایک وقت میں مجھ سے یہ کام ہوگیا، بس اس کا حساب و کتاب نہیں' تو ایسے انسان کو یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اگر گالی دیتا ہے' وہ جھوٹ بولتا ہے، وہ زنا کرتا ہے' وہ شراب پیتا ہے' تو یہ عمل وقتی نہیں بلکہ ان اعمال کے اثرات مختلف اوقات میں ظاہر ہوں گے اور ان کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا۔

اللہ نے کائنات کا یہ نظام کوئی عیش و مستی اور بیکار نہیں بنایا ہے، انسان کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ اس کی آنکھ' کان' دل' دماغ' ہاتھ' پیر' شرمگاہ' دولت' حکومت'

اقتدار، کھانا، پانی، دوستی ودشمنی، علم حاصل کرنا یا نہ کرنا، رشتہ داریاں، کپڑا پہننا نہ پہننا، وقت، حق وباطل، اچھا برا، دنیا میں یہ سب چیزیں انسان کے لئے امتحان ہیں۔ وہ کسی لمحہ بھی امتحانات کے سوالات سے آزاد نہیں ہوسکتا، حکومت بھی امتحان ہے، کہ اس نے اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کے بجائے کس کا قانون نافذ کیا؟ بیوی، بچے بھی امتحان ہیں، اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے ان پر محنت کر کے انہیں اللہ کا تعارف کروا کر کتنا اللہ سے جوڑا یا دور رکھا، پوری زندگی امتحان ہے، ان سب کے اثرات اور جواب دہی انسان کو آخرت میں کرنے پڑے گی، اگر یہ احساس زندہ رکھے تو آخرت کی تیاری کر سکتا ہے۔

سوال: دنیا میں انسانوں کی اکثریت گناہ کے کاموں کو پسند کرتی ہے، نیکی کو اختیار نہیں کرتی، کیوں؟

جواب: اللہ تعالیٰ دنیا میں امتحان کی خاطر گناہوں میں لذت، مزے اور آسانیاں رکھی ہیں اور نیکیوں میں تکلیفیں، تنگی اور مشکلات رکھی ہیں، اس لئے بے دین لوگ گناہوں میں لذت ہونے کی وجہ سے گناہوں کی طرف دوڑتے ہیں، نیکیوں میں زندگی مشکل ہے اور گناہوں میں آسانی ہے، عیش وآرام ملتا ہے۔

سوال: قرآن نے دنیا میں انسانوں کو کتنی جماعتوں میں تقسیم کیا ہے؟

جواب: قرآن نے دنیا میں انسانوں کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، ایک وہ جماعت جو اللہ کو مان کر ایمان لاکر نبی کی اطاعت میں نیکیوں پر چلتی ہے، یہ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کہلاتی ہے، دوسری وہ جماعت ہے جو اللہ کا انکار کر کے ایمان نہ لاکر نبی کے طریقوں کے خلاف گناہوں پر چلتی ہے، وہ حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت کہلاتی ہے، ایک مؤمنوں کی جماعت، دوسرے کفار ومشرکین کی جماعت۔

سوال: آخرت یعنی میدانِ حشر میں حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت والے کتنی دیر ٹھہریں گے اور کہاں ٹھہریں گے؟

جواب: آخرت میں حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت والے حشر کے میدان میں نماز ادا کرنے میں جتنا وقت لگتا ہے اتنی دیر یا عصر سے مغرب کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے اتنی ہی دیر ٹھہریں گے۔ اور عرش کے سایہ میں باقاعدہ ضیافت کے ساتھ ٹھہریں گے۔

سوال: حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت والے حشر کے میدان میں کتنی دیر ٹھہریں گے اور کہاں ٹھہریں گے؟

جواب: حزب الشیطان والے حشر کے میدان میں پورا دن یعنی حشر کا ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، اتنا وقت وہ سورج کی تیز گرمی، پسینے میں شرابور، بھوک اور پیاس کی شدید حالت میں ٹھہریں گے۔

سوال: ناکام انسان آخرت کے حالات اور دوزخ کے عذابات دیکھ کر اللہ سے کیا التجا کریں گے؟

جواب: وہ دوزخ کی ہولناکی اور عذابات دیکھ کر حقیقت جان کر کہیں گے کہ اے اللہ! آپ ہم کو دوبارہ دنیا میں بھیج دیں، ہم آپ کی عبدیت و بندگی کر کے آئیں گے، ایک مرتبہ موقع دے دیجئے، اس بار ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

سوال: ان کی دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی التجا و درخواست کو نہیں مانا جائے گا، کیوں؟

جواب: ان کی اس درخواست کو کہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرے گا، اس کی سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ ایک مرتبہ دنیا ختم کرنے بعد دوبارہ اُسے امتحان کی جگہ نہیں بنائے گا، انصاف یہی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ان کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو اللہ بحیثیت خالق اور علیم ہونے کے وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ وہی بداعمالیاں کریں گے جو پہلے کر چکے ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد انہوں نے فرشتوں، عالم برزخ، میدانِ حشر، جنت اور دوزخ سب حالات دیکھ چکے ہوں گے، وہ یادداشت کو ان کے ذہن و دل سے مٹا کر دوبارہ بھیجنا پڑے گا، تو پھر دنیا میں جا کر وہی کریں گے

جو پہلے کر چکے ہیں، اس لئے ان کی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔

اگر ان کو دوبارہ دنیا میں بھیجنا ہوگا تو پھر سے پوری دنیا بسانی ہوگی، امتحان گاہ بنانا ہوگا، پھر نبیوں کا سلسلہ، کتابوں کا نزول کرنا ہوگا، اور امتحان کی خاطر نیکی و بدی کی طاقت دینا ہوگا اور آزمائش کے لئے پھر شیطان کو رکھنا ہوگا۔

سوال: کیا آخرت میں انسان و جنات کو موت نہیں آئے گی؟

جواب: آخرت میں اللہ تعالیٰ موت کو مینڈھا بنا کر ذبح کر دے گا، اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جلنے کے باوجود نہیں مریں گے۔

سوال: ایمان والے گنہگار لوگ دوزخ میں جائیں گے تو کیا وہ بھی وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے؟

جواب: ایمان والے گنہگار لوگ اگر دوزخ میں جائیں گے تو ان کے گناہوں کے حساب سے سزا دی جائے گی، دوزخ سے نکالنے کے بعد اسی کے سامنے ایک نہر میں انہیں غوطہ دے کر پاک کیا جائے گا، ان کے گلے میں ایک گول نشان رہے گا، پھر انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

سوال: کیا تمام جنتی انسان اور جنات کو ایک ہی مقام و مرتبہ ملے گا یا الگ الگ؟

جواب: تمام جنتی انسانوں اور جنات کو ان کے ایمان اور اعمال کے لحاظ سے درجات اور مقام و مراتب ملیں گے، ایمان سے جنت اور اعمال سے درجات ملیں گے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دنیا اور آخرت کو انسانوں کے لئے کیا کہا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے مومن اور ایمان والوں کے لئے دنیا کو جیل خانہ کہا، جس طرح جیل میں قیدی کو تکالیف اور مشکلات کے ساتھ رہنا پڑتا ہے اور کافر اور مشرک غیر ایمان والوں کے لئے دنیا کو جنت کہا، یہاں وہ اللہ کی مرضی پر نہیں بلکہ نفس کی خواہش پر زندگی گذارتے ہیں، حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔'' (مسلم)

قرآن نے آخرت کو مومن کے لئے جنت کہا ہے، جہاں ایمان والوں کو نفس کی خواہش کے مطابق زندگی ملے گی، اور جہنم کو غیر ایمان والے باغی انسانوں کے لئے قید خانہ اور سزا پانے کی جگہ کہا، جہاں انسان کو رب چاہی زندگی ملے گی، وہ چاہے تو معاف کرے، چاہے تو سزا دے۔

دنیا میں حکومت بھی اپنے فرمانبردار' ایماندار ملازمین کو مسافر خانہ' مہمان خانہ' ڈاک بنگلہ بنا کر سہولتیں دیتی ہے، ملازم وہاں ان کی خدمت کرتے ہیں، اور نافرمانوں کو جیل میں سزا دیتی ہے، بعض کو سزا مکمل ہونے کے بعد چھوڑ دیتی ہے، اور بعض کو عمر قید یا سزائے موت دیتی ہے۔

سوال: پچھلی کتابوں کے بعض ماننے والے فلمیں اور پینٹنگ کے ذریعہ جنت اور جہنم کے نظارے بنا کر پیش کر رہے ہیں، کیا انسان دنیا میں رہ کر جنت وجہنم کی نعمتوں اور سزاؤں کو سمجھ سکتا ہے؟

جواب: دنیا میں رہ کر انسان جنت وجہنم کو اپنی عقل اور فہم سے سمجھ نہیں سکتا، اس کی فلمیں اور تصاویر سب غلط ہوتی ہیں، بعض لوگ فرشتوں کو خیالی تصویروں والی حوروں کی طرح بنا کر دیکھتے ہیں جو بالکل غلط ہوتی ہیں۔

سوال: جنتی کو جنت کتنی بڑی ملے گی؟ جہنمی کو سزا کے لئے جسم کتنا بڑا ہوگا؟

جواب: ایک جنتی کو دنیا سے سات گنا بڑی جنت ملے گی، اور جہنمی کو اس کے گناہ کے مطابق جسم اور اعضاء کو اتنا بڑا بنایا جائے گا جتنے بڑے اس کے گناہ ہوں گے، حدیث میں بتلایا گیا کہ جہنمی کو احد پہاڑ کے برابر دانت اور داڑھ اور جبڑا بڑا کر دیا جائے گا، چمڑی چالیس (۴۰) ہاتھ موٹی ہوگی، اور اس کا جسم مکہ اور مدینہ کے درمیان فاصلہ (385 کلومیٹر) کے برابر ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اعمال کا حساب کر کے سزا کیوں نہیں دیتا؟

جواب: جہاں امتحان لیا جاتا ہے وہاں سزا نہیں دی جاتی؛ ورنہ کسی کا بھی امتحان نہیں لیا

جاسکتا تھا، سزاؤں کو دیکھ کر کوئی بھی غلط کام اور گناہ کرنے سے گھبراتا۔

سوال: انسان کے مرتے ہی جنت اور دوزخ کا فیصلہ کیوں نہیں کردیا جاتا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اچھے اور برے اعمال اپنی پسند و چاہت اور اختیار و آزادی سے کرنے کا موقع دے رکھا ہے، انسان جو بھی عمل کرتا ہے اس عمل کے اثرات دوسرے انسان بھی قبول کرتے ہیں، چنانچہ قیامت تک انسان کو نیکی اور بدی کے پودے دنیا میں لگا کر جانے کی آزادی دی گئی ہے، اگر مرتے ہی جنت اور دوزخ کا فیصلہ کردیا جاتا تو فیصلہ نامکمل رہتا، اس لئے اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ دینا چاہتا ہے، جب دنیا کی حیات مکمل ہوجائے گی اور انسان اور جنات کے اعمال اور ان کے اثرات پھیلنا ختم ہوجائیں گے' اس وقت قیامت قائم کرکے فیصلہ کا دن حشر کا میدان رکھ کر جزاء اور سزا کا اعلان کردیا جائے گا، اس لئے مرتے ہی جنت اور دوزخ کا فیصلہ نہیں کیا جارہا ہے۔ اگر مرتے ہی فیصلہ کردیا جائے تو نیک انسان یہ کہتا کہ مجھے میری نیکیوں کا پورا پورا انعام نہیں ملا، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو مکمل عدل کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے کئی جنم لیتا ہے، لنگڑا و معذور پیدا ہوتا یا درخت یا جانور بن کر آتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: انسان دنیا میں بار بار جنم نہیں لیتا، اگر درخت یا جانور بن کر پیدا ہو تو نیک بننے کے لئے انہیں نیکیاں کرنی پڑیں گی، بھلا درخت اور جانور نیک کام کب اور کیسے کرسکتے ہیں؟ پھر یہ بھی سوچئے کہ کیا انسان خود گنہگار جانوروں کا گوشت' انڈے اور دودھ وغیرہ کھا پی کر پرورش پا رہا ہے۔

اسی طرح دنیا میں کوئی بھی پیدا ہونے والا بچہ گنہگار نہیں ہوتا، دنیا کا کوئی بھی انسان کسی بھی مذہب والے بچے کو گنہگار نہیں کہتا، انسان اگر اندھا' لنگڑا' لولا' بہرا

پیدا ہوتو یہ زندہ انسانوں کے لئے امتحان' عبرت اور نصیحت ہوتی ہے، دنیا میں سزا دینے کا طریقہ نہیں؛ البتہ بعض حالات میں عذابات کے ذریعہ نافرمانوں کو دنیا سے ختم کردیا جاتا ہے؛ تاکہ وہ فساد نہ پھیلائیں۔

سوال: کوئی انسان آخرت کا عقیدہ غلط رکھتا ہو تو کیا وہ گمراہی سے بچ سکتا ہے؟

جواب: اگر عقیدۂ آخرت غلط ہو تو انسان دنیا میں کامیاب زندگی نہیں گذار سکتا صرف جنت کے جھوٹے خوابوں میں زندگی گذارتا ہے۔

سوال: کیا آخرت کا عقیدہ رکھنا انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے؟

جواب: آخرت کا عقیدہ رکھنا انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے، اس لئے کہ اللہ نے خود انسان کی فطرت یہ بنائی کہ وہ اچھے کاموں پر اجر وانعام چاہتا ہے، اور نافرمانی اور گناہ کرنے والوں کو سزا دینا چاہتا ہے، اس لئے نیکیوں پر اجر وثواب ملنا اور گناہوں پر سزا اور نقصان ہوتا ہے، انسان کی عین فطرت ہے، اسی کے مطابق جنت اور دوزخ ہے، انسان اسی فطرت پر اپنے غلام نوکر کو نافرمانی پر سزا اور فرمانبرداری پر انعام بھی دیتا ہے۔

سوال: کیا صرف روح کا امتحان نہیں لیا جاسکتا تھا؟

جواب: صرف روح کا امتحان نہیں لیا جاسکتا، اس لئے کہ روح کسی کو نظر نہیں آتی اور روح کو اعضاء دینے سے وہ مختلف اعمال کرسکتی ہے، جس طرح پین میں سیاہی ڈالنے سے سیاہی بہت ساری چیزیں ریفل سے لکھ سکتی ہے، اچھا بُرا کچھ بھی لکھ سکتی ہے۔

سوال: کیا آخرت میں روح ہی کو انعام یا عذاب دیا جائے گا یا جسم کے ساتھ انعام یا عذاب دیا جائے گا؟

جواب: چونکہ دنیا میں روح نے جسم کے ساتھ اچھا یا بُرا کام کیا ہے، اور جسم کے ساتھ مزے لئے اور تکالیف برداشت کی ہے، اس لئے انعام اور سزا' روح کو جسم کے ساتھ ہی ملے گا، تب ہی وہ حقیقی مزہ یا حقیقی سزا کا احساس کرسکے گی، اگر روح کو

جسم نہ ہوتا تو وہ ہوا کی طرح ایک گیاس کی طرح ہوتی، پھر اپنی مرضی سے دیکھنے سننے، نیکی اور بدی کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، شہوت اس میں پیدا نہ ہوتی، اس لئے انسان اور جنات کو روح کے ساتھ جسم اور اعضاء دئے گئے اور جسم دے کر اختیار و آزادی دی گئی، یہ سب اللہ کی حکمتیں ہیں، ہم نہیں سمجھ سکتے۔

سوال: آخرت کی زندگی میں جزا یا سزا کی حق دار روح ذمہ دار ہے یا جسم بھی؟

جواب: اصل ذمہ داری روح ہی ہے، مگر روح نے جسم کے اعضاء کے مدد سے جزا یا سزا کی ذمہ دار بنتی ہے، اگر قلم کو ریفل نہ ملے تو قلم کچھ بھی نہیں لکھ سکتا، ویسے ہی جسم کو روح نہ ملے تو جسم مردہ رہتا ہے، اس لئے انسان کا نام بنتا ہے روح سے نہ کہ جسم سے۔ اگر کوئی انسان کو مردہ بچہ پیدا ہو جائے تو اس میں روح نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی اس کا انسانی نام نہیں رکھتا، زندہ بچہ پیدا ہونے کے بعد نام رکھا جاتا ہے، انسان اصل روح سے انسان مانا جاتا ہے، جسم سے نہیں۔

☆☆☆☆☆

ایمان بالقدر ۔ تقدیر پر ایمان

سوال: تقدیر کیا ہے؟

جواب: تقدیر اللہ کا علم ہے، تقدیر اللہ کی ڈائری، منصوبہ اور نظام العمل ہے۔

سوال: تقدیر پر ایمان لانا اللہ کی کس صفت پر ایمان لانا ہے؟

جواب: تقدیر پر ایمان لانا اللہ کی صفت علیم پر ایمان لانا ہے، اور تقدیر کا انکار کرنا اللہ کی صفت علیم کا انکار ہے۔

سوال: کیا تقدیر پر ایمان سے انکار پر ایمان باقی رہتا ہے؟

جواب: تقدیر پر ایمان لانے سے انکار کرنے پر انسان کا ایمان باقی نہیں رہتا۔

سوال: تقدیر پر ایمان کس طرح رکھا جائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ دنیا کا سارا نظام تقدیر کے اپنے لکھے پر چلاتا ہے، تقدیر کے تحت ساری مخلوقات کام کرتی ہیں، جس کی وجہ سے پوری کائنات میں اعتدال ہے، تقدیر ہی کی وجہ سے انسانوں اور جنات کا امتحان لیا جاتا ہے، اس لئے انسان اور جنات یہ عقیدہ رکھیں کہ جو کچھ خیر اور شر ان کی زندگی میں آئے گا وہ تقدیر کا لکھا ہوگا، ان حالات میں وہ اللہ کی عبدیت و بندگی ہی کریں گے، بغیر اللہ کی مرضی کے کچھ بھی نہیں ہوگا، پہلے سے تقدیر نہ لکھی جاتی تو دنیا میں کوئی کام اپنے وقت پر نہیں ہوتا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ تقدیر کے تعلق سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جان لو کہ جو چیز تم پر آئی ہے وہ ہرگز ٹلنے والی نہیں تھی، یعنی تم کوئی تدبیر بھی کرلیتے، کوئی قدم بھی اٹھا لیتے تب بھی وہ آنی ہی تھی، اور جو چیز تم سے چھوٹ گئی وہ تم کو کسی صورت میں نہیں مل سکتی تھی، وہ

چھوٹ ہی جانی تھی، اس میں کوئی منصوبہ تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی تھی۔ (ابوداؤد)

سوال: اللہ نے کائنات کی تقدیر کب لکھی؟

جواب: کائنات بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں، اللہ کو تقدیر لکھنے کے لئے قلم کاغذ کی ضرورت ہی نہیں

سوال: ایمان والے پر خوشی اور غم کے حالات آئیں تو اس وقت کیا کہنا چاہئے؟

جواب: ایمان والے پر خوشی اور غم کے جو بھی حالات آئیں تو وہ یہ کہے یہ سب میری تقدیر میں اللہ نے لکھا تھا، اللہ کی مرضی سے یہ حالات آئے ہیں، مصائب وآلام پر صبر اختیار کرے یا خوشی اور انعام واحسان پر شکر کرے۔

سوال: مومن مصیبت اور نقصان کے وقت کیا ایسا کہہ سکتا ہے ''کاش میں ایسا ایسا کر لیتا تو بچ جاتا''؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ مومن مصیبت اور نقصان کے وقت یہ الفاظ ادا کرے تو اس کے ذریعہ شیطان کے دروازے اپنے اوپر کھول لیتا ہے۔

سوال: کیا تقدیر کے مسئلہ کو کوئی انسان سمجھ سکتا ہے؟

جواب: تقدیر کے مسئلہ کو انسان کی عقل سمجھ نہیں سکتی، جیسا حکم دیا جا رہا ہے ویسے ہی ماننا، صرف سطحی انداز پر جاننا، گہرائی میں سوچنے اور غور وفکر کرنے اور بحث مباحثہ کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

جس طرح روح اور فرشتوں کو مانتے ہیں ویسے ہی ماننا، جس طرح ہم اللہ کی ذات میں غور وفکر نہیں کر سکتے اسی طرح تقدیر کی گہرائی میں نہیں سوچ سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حد تک سمجھایا اتنا ماننا اور ایمان رکھنا چاہئے۔

سوال: کیا دنیا میں جو حالات آتے ہیں اس کی وجوہات جان سکتے ہیں؟

جواب: دنیا کے تمام کاموں میں اللہ کی حکمت چھپی ہوتی ہے، ہر کام کی حکمت ومصلحت نہیں جان سکتے، اس کو سورۂ کہف میں سمجھایا گیا ہے۔

سوال: کیا بہت سے لوگ تقدیر کے بارے میں گمراہ خیالات رکھتے ہیں؟

جواب: ہاں! بہت سے لوگ تقدیر کی وجہ سے اپنے بُرے اور گناہ کے کاموں کو تقدیر کا سہارا لے کر کہتے ہیں کہ یہ کام ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ تقدیر میں لکھا تھا، جیسے مشرکینِ مکہ شرک کر کے کہتے کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم شرک نہیں کرتے تھے۔

سوال: مشرکین اپنی گمراہی کو تقدیر کی وجہ سے کیوں کہتے ہیں؟

جواب: وہ اپنی گمراہی کو تقدیر کا سہارا لے کر اللہ کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، حالانکہ ان کو آزادی اور اختیار دیا گیا، عقل وفہم دی گئی، ضمیر دیا گیا، خیر اور شر کی طاقت دی جاتی ہے، صحیح اور غلط کی پہچان کرائی جاتی ہے، پھر بھی تقدیر کا سہارا لیتے ہیں۔

سوال: دنیا کے کاموں میں تقدیر کا سہارا کیوں نہیں لیتے؟

جواب: دنیا کے تمام کاموں کو نوکری و تجارت، نکاح و طلاق، حکومت و اقتدار، دنیا کی ڈگریاں لینے، بھوک اور پیاس لگے تو تقدیر کا سہارا نہیں لیتے؛ بلکہ محنت کرتے، اسکول اور کالج جاتے، دُکان جاتے، نوکری کرتے تجارت کرتے اور مال کماتے ہیں، گھر میں بیٹھے بیٹھے مال آجانے کا تصور نہیں رکھتے، غذا سامنے رکھ کر منہ میں خود بخود جانے کا تصور نہیں رکھتے، نکاح کے بغیر اولاد کا تصور نہیں رکھتے، یہ نہیں کہتے کہ تقدیر میں ہے تو یہ خود بخود ملے گا، اسباب اختیار کر کے تقدیر کا سہارا لیتے ہیں، صرف اللہ کی اطاعت میں تقدیر کا سہارا لے کر اطاعت سے بھاگتے ہیں، یہ گمراہی ہے، صرف گناہ سے بچنے کے لئے تقدیر کا بہانہ ظاہر کرتے ہیں۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تقدیر پر ایمان لا کر اللہ پر توکل کرنے اور تقدیر پر ایمان رکھنے کی تعلیم کس طرح دی؟

جواب: ایک صحابیؓ، رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹ کو بغیر باندھے تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا میں اس طرح اونٹ کو کھلا رکھ کر توکل کروں؟ آپ ﷺ نے ان سے کہا: جاؤ! اونٹ کو باندھ کر آؤ، پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے اسباب اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ وتوکل کرنا سکھایا، بغیر اسباب اختیار کیئے توکل کرنا بیوقوفی ہے، اللہ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا، بغیر اسباب کے کوئی چیز غیب سے نہیں دیتا، اسباب اختیار کرنے کے بعد نفع یا نقصان دیتا ہے۔

سوال: گناہ کر کے اللہ کو ذمہ دار کہنا، کیسی بات ہے؟

جواب: گناہ کر کے اللہ کو ذمہ دار کہنا گویا یہ کہنا کہ اللہ ہم سے جبراً گناہ کروا رہا ہے، بیوقوفی ہے، وہ کسی عمل میں جبر نہیں کرتا، یہ اللہ پر الزام لگانا ہے، اللہ ظلم وزیادتی اور جبر سے پاک ہے، اس نے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر اختیار وآزادی دی ہے، انسان خود اپنی چاہت اور پسند سے نیکی یا برائی کرتا ہے۔

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: جب انسان جان بوجھ کر حق کا انکار کرتا ہے، اللہ سے بغاوت کرنا چاہتا ہے، نفس کو خدا بنالیتا ہے، اور پیغمبر کے مقابلے باپ دادا کی اندھی تقلید کرنا چاہتا ہے، تو اللہ اس پر سے رحمت کے فرشتے ہٹالیتا ہے، رحمت کے فرشتے ہٹتے ہی شیطان اس شخص پر قابو پالیتا ہے، ایسے انسان کو اللہ ہدایت سے محروم کر دیتا ہے۔

جیسے بنی اسرائیل' رسول اللہ ﷺ کو اولاد سے زیادہ پہچانتے تھے، حق کی نشانیوں سے واقف تھے، مگر حسد' جلن' بغض وعداوت اور غصہ کی وجہ سے جان بوجھ کر حق کا انکار کیا، اللہ نے ان کو گمراہی میں مبتلا کر دیا، زبردستی اللہ کسی کو ہدایت سے محروم نہیں کرتا، جبراً گمراہی میں نہیں ڈھکیل دیتا۔

سوال: تقدیر پر ایمان مضبوط نہ ہو تو انسان شرک میں کیسے چلا جاتا ہے؟

جواب: جب تقدیر پر ایمان کمزور ہو تو انسان اسباب یعنی دولت' حکومت' اقتدار' سائنس کی ترقی' خطرناک ہتھیار یا انسانوں کی مدد اور سہارا، جیسے اسباب سے نفع یا نقصان ملنے کا عقیدہ بنا کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے، کبھی زلزلے، طوفان، سمندروں،

برسات، سورج پانی وغیرہ سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھ لیتا ہے، تقدیر پر نگاہ نہیں رکھتا، دن، تاریخ، مہینے سے نفع ونقصان کا تصور رکھتا ہے۔

سوال: اکثر مسلمان تقدیر پر کمزور ایمان رکھ کر کس طرح شرک میں گرفتار ہورہے ہیں؟

جواب: تقدیر پر کمزور ایمان رکھنے والے اللہ پر توکل کرنے کے بجائے درگاہوں، گذرے ولیوں کی مزاروں، جھنڈوں اور علموں پر جا کر منتیں ومرادیں مانگتے، دعائیں کرتے ہیں، رزق، نوکری اور اولاد مانگتے ہیں، اور باقاعدہ ان سے مدد ملنے کا عقیدہ رکھ کر شرکیہ عقیدہ واعمال میں گرفتار ہوجاتے ہیں، یا پھر عاملوں کے پاس جا کر جادو، تعویذ گنڈوں پر بھروسہ کرتے ہیں، ٹرین یا ہوائی جہاز سے ایکسیڈنٹ ہوجائے، لوگ مرجائیں تو اسباب سے نقصان کا اظہار کرتے ہیں، تقدیر سے ہونے کا تصور نہیں رکھتے، ہر نقصان اور فائدہ میں اسباب سے ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

سوال: ایمان والے کی ہر حال میں کیا کیفیت ہوتی ہے اور وہ کیا کہتا ہے؟

جواب: ایمان والا تمام حالات کو اللہ سے نسبت دیتا ہے، سورۂ توبہ آیت: ۵۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان سے کہہ دیجئے کہ ہم پر اگر کوئی مصیبت آئے گی تو وہی آئے گی جو اللہ نے ہمارے مقدر میں لکھا ہے، اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے، اہل ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔''

تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کو ہمت سہارا اور اطمینان وسکون ملتا ہے، جب کسی انسان کو یقین ہوجائے کہ اس کی عمر تقدیر میں جتنی لکھی ہے اس سے پہلے موت نہیں آئے گی، تو وہ موت سے نہیں گھبراتا، بیماری سے نہیں گھبراتا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے نفع ونقصان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا: پوری دنیا اور دنیا کے تمام لوگ مل کر تم کو نفع پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے، مگر وہی جو اللہ نے لکھ دیا، اور پوری دنیا

تمہیں نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائے تو اتنا ہی تمہارا بگاڑ سکتی ہے جتنا اللہ نے تقدیر میں لکھا ہے۔ (ترمذی)

سوال: **ایمانیات میں اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ خیر اور شر کا مالک اللہ ہے، اس کا مطلب کیا؟ کیا اللہ شر کرواتا ہے؟**

جواب: ساری کائنات پر اللہ ہی کی حکومت و بادشاہت ہے، اور ساری کائنات میں جو کچھ خیر و شر ہو رہا ہے، وہ اللہ کی اجازت سے ہو رہا ہے، اللہ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنا کر انسان اور شیطان کو خیر کے ساتھ شر کی بھی اجازت و اختیار دیا ہے، اگر اجازت نہ دی جاتی تو کوئی بھی شر اختیار نہیں کر سکتا تھا، اس لئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ شر اور خیر اللہ کی اجازت سے ہے، کوئی اپنی مرضی اور چاہت سے شر نہیں کر سکتا۔

سوال: **کیا کسی دوسری مخلوق کو شر کی اجازت نہیں ہے؟**

جواب: شیطان نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کرنے کی اجازت مانگی، اللہ نے اجازت دے دی، یہ اجازت شر کرنے کی اجازت تھی، ایک ہے شر کروانا، دوسرا ہے اجازت دینا، اللہ تعالیٰ امتحان کی خاطر شیطان کو اجازت دی ہے، اسی طرح گناہ کرنا بھی شر ہے، اللہ انسان کو شر کرنے کی اجازت امتحان کے لئے دی ہے، اس لئے اس اجازت کی وجہ سے اللہ بندے سے اقرار کروا رہا ہے کہ شر بھی اللہ کی طرف سے ہے، ورنہ انسان اور جنات کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ شر کر سکیں۔

☆☆☆☆☆